اسلامیات 6

مقابلے میں اوّل قرار پانے والی یہ کتاب
حکومت پنجاب کی طرف سے تعلیمی سال 19-2018
کے لیے پنجاب کے سرکاری سکولوں میں تقسیم کی گئی
جیکٹ میں شامل ہے۔

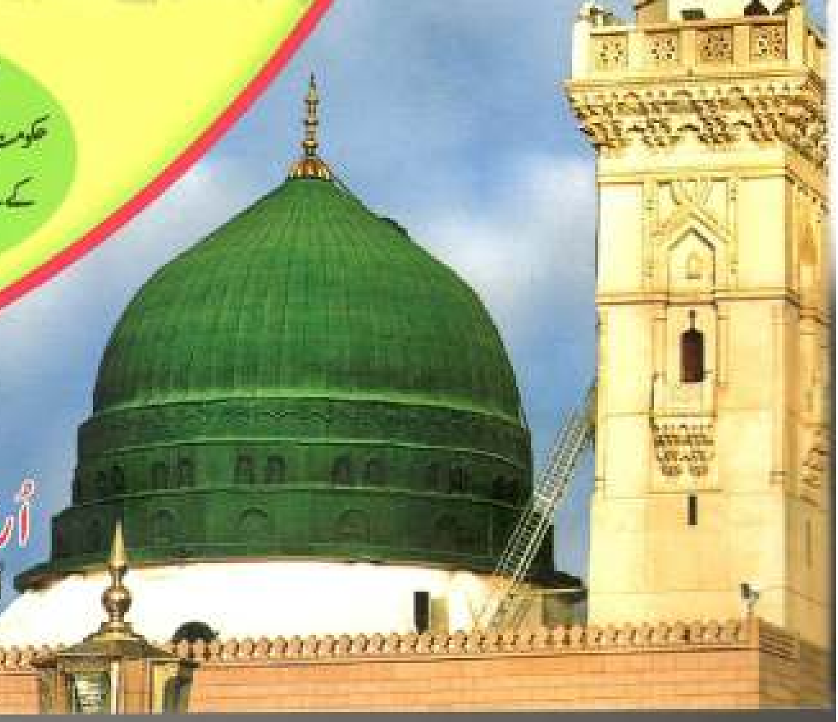

UBS
Urdu Book Stall
اُردو بک سٹال
اُردو بازار، لاہور

"تعلیم پاکستان کے لیے زندگی اور موت کا مسئلہ ہے۔ دُنیا اتنی تیزی سے ترقی کر رہی ہے کہ تعلیمی میدان میں مطلوبہ پیش رفت کے بغیر ہم نہ صرف اقوامِ عالم سے پیچھے رہ جائیں گے بلکہ ہوسکتا ہے کہ ہمارا نام و نشان ہی صفحۂ ہستی سے مٹ جائے۔"

قائداعظم محمد علی جناح بانیٔ پاکستان
(26 ستمبر 1947ء۔ کراچی)

قومی ترانہ

پاک سرزمین شاد باد کشورِ حسین شاد باد
تُو نشانِ عزمِ عالی شان ارضِ پاکستان
مرکزِ یقین شاد باد

پاک سرزمین کا نظام قُوّتِ اُخوّتِ عوام
قوم مُلک سلطنت پائندہ تابندہ باد
شاد باد منزلِ مُراد

پرچمِ ستارہ و ہلال رہبرِ ترقّی و کمال
ترجمانِ ماضی شانِ حال جانِ استقبال
سایۂ خدائے ذُوالجلال

عرضِ ناشر

یہ کتاب قومی نصاب ۲۰۰۶ء اور نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ میٹریلز پالیسی ۲۰۰۷ء کے تحت بین الاقوامی معیار پر تیار کی گئی ہے اور حکومتِ پنجاب کی طرف سے سرکاری سکولوں میں مہیا کی گئی ہے۔ اگر اس کتاب میں کوئی تصور وضاحت طلب ہو یا متن اور املا وغیرہ میں کوئی غلطی ہو تو اس بارے ادارے کو ضرور آگاہ کریں۔ ادارہ آپ کا شکر گزار ہوگا۔

اُردو بک سٹال، 5۔ اُردو بازار لاہور

رابطہ ناشر: 0333-4285894, 0315-4797763, 0347-4663944, 042-37310569, 042-37149315

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ ○

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان، نہایت رحم والا ہے۔

اسلامیات

جماعت ششم

ناشر: اردو بک سٹال، لاہور

جملہ حقوقِ طبع و اشاعت (کاپی رائٹس) بحق اُردو بُک سٹال، لاہور محفوظ ہیں۔

منظور کردہ وفاقی وزارتِ تعلیم (شعبہ نصاب سازی) اسلام آباد، پاکستان۔ بمطابق قومی نصاب ۲۰۰۶ء اور نیشنل ٹیکسٹ بک اینڈ لرننگ میٹریلز پالیسی ۲۰۰۷ء بحوالہ مراسلہ نمبر: F.7-31/2009-IE مورخہ ۲۲ اکتوبر ۲۰۰۹ء۔ محکمہ تعلیم حکومتِ پنجاب کی صوبائی کمیٹی کے منعقدہ مقابلے میں اس کتاب نے اوّل پوزیشن حاصل کی۔ اس کتاب کو پنجاب کریکولم ٹیکسٹ بک بورڈ نے ناشر کے پرنٹ لائسنس کے تحت سرکاری سکولوں میں مفت تقسیم کے لیے بھی طبع کیا ہے۔ ناشر کی تحریری اجازت کے بغیر اس کتاب کا کوئی حصہ کسی امدادی کتاب، خلاصہ، ماڈل پیپر یا گائیڈ وغیرہ میں شامل نہیں کیا جا سکتا۔

فہرست

باب اول — القرآن الکریم — 1

باب دوم — ایمانیات و عبادات — 7

باب سوم — سیرتِ طیبہ — 28

باب چہارم — اخلاق و آداب — 42

باب پنجم — ہدایت کے سرچشمے/ مشاہیر اسلام — 69

مصنفین: ڈاکٹر محمد اعجاز ❖ عثمان احمد ❖ منزہ ظہیر

نظرثانی کمیٹی: ڈاکٹر محمد اسحاق قریشی ❖ ڈاکٹر ساجد علی سُبحانی ❖ ڈاکٹر شفقت علی جنجوعہ ❖ ڈاکٹر تجمل حسین ❖ شہزاد محمود علی ❖ محمد ادریس

ڈیزائننگ و السٹریشن: سجاد ظہیر

ناشر: اُردو بُک سٹال، لاہور — **مطبع:** استقلال پریس، لاہور

تاریخ اشاعت	ایڈیشن	طباعت	تعداد	قیمت
فروری 2018ء	اول	ششم	1,57,500	43.00

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

ترجمہ: شروع اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم والا ہے۔

باب اوّل

القرآن الکریم

الف: ناظرہ قرآن:۔ پارہ نمبر 7 سے پارہ نمبر 12

ب: حفظِ قرآن:

(1) سورۃ الانشراح (2) سورۃ التین (3) سورۃ القدر

(1) سورۃ الانشراح

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلَمۡ نَشۡرَحۡ لَکَ صَدۡرَکَ ۙ﴿۱﴾ وَ وَضَعۡنَا عَنۡکَ وِزۡرَکَ ۙ﴿۲﴾
الَّذِیۡۤ اَنۡقَضَ ظَہۡرَکَ ۙ﴿۳﴾ وَ رَفَعۡنَا لَکَ ذِکۡرَکَ ؕ﴿۴﴾
فَاِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ۙ﴿۵﴾ اِنَّ مَعَ الۡعُسۡرِ یُسۡرًا ؕ﴿۶﴾
فَاِذَا فَرَغۡتَ فَانۡصَبۡ ۙ﴿۷﴾ وَ اِلٰی رَبِّکَ فَارۡغَبۡ ٪﴿۸﴾

(2) سورة التين

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالتِّيْنِ وَالزَّيْتُوْنِ ۝ وَطُوْرِ سِيْنِيْنَ ۝ وَهٰذَا الْبَلَدِ الْاَمِيْنِ ۝
لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِيْٓ اَحْسَنِ تَقْوِيْمٍ ۝ ثُمَّ رَدَدْنٰهُ اَسْفَلَ
سٰفِلِيْنَ ۝ اِلَّا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَهُمْ اَجْرٌ غَيْرُ
مَمْنُوْنٍ ۝ فَمَا يُكَذِّبُكَ بَعْدُ بِالدِّيْنِ ۝ اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَحْكَمِ الْحٰكِمِيْنَ ۝

(3) سورة القدر

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ فِيْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ ۝ وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۝
لَيْلَةُ الْقَدْرِ ۙ خَيْرٌ مِّنْ اَلْفِ شَهْرٍ ۝ تَنَزَّلُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَالرُّوْحُ
فِيْهَا بِاِذْنِ رَبِّهِمْ ۚ مِنْ كُلِّ اَمْرٍ ۝ سَلٰمٌ ۛ هِيَ حَتّٰى مَطْلَعِ الْفَجْرِ ۝

ج: حفظ و ترجمہ:۔

- رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝

(سورۃ البقرہ : 250)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ٚ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ○

(سورۃ الاعراف : 23)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ○ (سورۃ الحشر : 10)

ترجمہ: اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں (گناہ) معاف فرما اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔

مشق

اساتذہ کرام حصہ حفظ کے مشقی کام کو طالب علموں سے خصوصی نگرانی میں مکمل کروائیں۔
کلامِ پاک کے آداب اور پڑھ کردہ الفاظ کی صحت اور درستی کا خاص خیال رکھیں۔

1- خالی جگہ پر درست الفاظ اور اعراب لگا کر سورۃ الانشراح مکمل کریں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

.... نَشْرَحْ لَكَ صَدْرَكَ ○ وَوَضَعْنَا .... وِزْرَكَ ○

الَّذِيْٓ اَنْقَضَ ظَهْرَكَ ○ وَرَفَعْنَا .... ذِكْرَكَ ○

فَاِنَّ .... الْعُسْرِ يُسْرًا ○ .... مَعَ الْعُسْرِ يُسْرًا ○

.... فَرَغْتَ فَانْصَبْ ○ .... رَبِّكَ فَارْغَبْ ○

2- خالی جگہ پر درست الفاظ اور اعراب لگا کر سورۃ القدر مکمل کریں

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

...... اَنۡزَلۡنٰہُ ...... لَیۡلَۃِ الۡقَدۡرِ ۞ وَمَاۤ اَدۡرٰىکَ ...... لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۞

لَیۡلَۃُ الۡقَدۡرِ ۬ۙ خَیۡرٌ مِّنۡ ...... شَہۡرٍ ۞ تَنَزَّلُ الۡمَلٰٓئِکَۃُ وَالرُّوۡحُ

فِیۡہَا بِاِذۡنِ رَبِّہِمۡ ...... کُلِّ اَمۡرٍ ۞ سَلٰمٌ ...... حَتّٰی مَطۡلَعِ الۡفَجۡرِ ۞

3- خالی جگہ پر درست الفاظ اور اعراب لگا کر سورۃ التین مکمل کریں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

وَالتِّیۡنِ وَالزَّیۡتُوۡنِ ۞ ...... سِیۡنِیۡنَ ۞ ...... الۡبَلَدِ الۡاَمِیۡنِ ۞

...... خَلَقۡنَا الۡاِنۡسَانَ ...... اَحۡسَنِ تَقۡوِیۡمٍ ۞ ...... رَدَدۡنٰہُ اَسۡفَلَ

سٰفِلِیۡنَ ۞ ...... الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ فَلَہُمۡ ...... غَیۡرُ

مَمۡنُوۡنٍ ۞ ...... یُکَذِّبُکَ ...... بِالدِّیۡنِ ۞ اَلَیۡسَ اللّٰہُ بِاَحۡکَمِ الۡحٰکِمِیۡنَ ۞

4- مثال کے مطابق کالم "الف" میں دی گئی آیات کو کالم "ب" میں دی گئی آیات کے ساتھ اس طرح ملائیں کہ آیت مکمل ہو جائے۔

کالم "الف"	کالم "ب"
ا- رَبَّنَاۤ اَفۡرِغۡ عَلَیۡنَا صَبۡرًا وَّ ثَبِّتۡ اَقۡدَامَنَا	وَتَرۡحَمۡنَا لَنَکُوۡنَنَّ مِنَ الۡخٰسِرِیۡنَ ۞
ب- رَبَّنَا ظَلَمۡنَاۤ اَنۡفُسَنَا ٜ وَاِنۡ لَّمۡ تَغۡفِرۡ لَنَا	وَانۡصُرۡنَا عَلَی الۡقَوۡمِ الۡکٰفِرِیۡنَ ۞

کالم "الف"	کالم "ب"
ج۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا	رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝
د۔ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا	الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ

5- کالم "الف" میں دی گئی ہر آیت کو کالم "ب" میں دیے گئے اُس کے ترجمہ سے ملائیں۔

کالم "الف"	کالم "ب"
آیات	ترجمہ
ا۔ رَبَّنَآ اَفْرِغْ عَلَيْنَا صَبْرًا وَّ ثَبِّتْ اَقْدَامَنَا وَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ۝	اور مومنوں کی طرف سے ہمارے دل میں کینہ (وحسد) نہ پیدا ہونے دے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑا شفقت کرنے والا مہربان ہے۔
ب۔ رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝	اے ہمارے پروردگار ہم پر صبر کے دہانے کھول دے اور ہمیں (لڑائی میں) ثابت قدم رکھ اور (لشکر) کفار پر فتح یاب کر۔
ج۔ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ	اے ہمارے پروردگار ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہمیں نہیں بخشے گا اور ہم پر رحم نہیں کرے گا تو ہم تباہ ہو جائیں گے۔
د۔ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَآ اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝	اے ہمارے پروردگار ہمارے اور ہمارے بھائیوں کے جو ہم سے پہلے ایمان لائے ہیں (گناہ) معاف فرما۔

6- درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ سبق میں دی گئی سورۃ البقرۃ کی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

ب۔ سورۃ الاعراف کی دی گئی آیت مع ترجمہ تحریر کریں۔

ج۔ سورۃ الحشر کی دی گئی آیت کا ترجمہ تحریر کریں۔

7- اساتذہ طلبہ سے قرآنی دُعائیں زبانی یاد کروائیں۔

عملی کام

- سبق میں دی گئی سورۃ الحشر کی آیت مع ترجمہ چارٹ پر خوشخط تحریر کریں اور اسے نمایاں مقام پر آویزاں کریں۔
- سورۃ البقرۃ اور سورۃ الاعراف کی دی گئی مبارک آیات کو جلی قلم سے مع ترجمہ خوشخط تحریر کریں اور انہیں خوشنما پھول دار چارٹ بنا کر اُس پر چسپاں کریں۔
- چارٹس کے نچلے کونے پر طلبہ اپنا نام اور تاریخ باریک قلم سے لکھیں اور مقابلے کے لیے اساتذہ کو دیں۔

اساتذہ کرام سبقت لے جانے والے طلبہ کی حوصلہ افزائی کریں اور اُن کے بنائے ہوئے چارٹس کلاس روم میں نمایاں مقام پر آویزاں کروائیں۔

باب دوم

ایمانیات اور عبادات

اللہ تعالیٰ پر ایمان

ایمان کا مفہوم

ایمان سے مراد ہے مان لینا' دل سے تسلیم کر لینا یعنی حق کو حقیقت جان کر اس پر یقین قائم کر لینا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے۔ وہ ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ اُس کا کوئی شریک نہیں۔ وہ کائنات یعنی آسمان' زمین' چاند' سورج' ستارے اور سیارے وغیرہ کو پیدا کرنے والا ہے اور کائنات میں موجود ہر شے کا مالک ہے۔ وہی سب کو رزق دینے والا اور وہی سب کو پالنے والا ہے۔ کائنات کی کوئی شے اُس سے پوشیدہ نہیں۔ اُسی کے پاس زندگی اور موت کا اختیار ہے۔ وہ ہر عیب سے پاک ہے۔ ہر چیز پر پوری قدرت رکھتا ہے۔ کوئی اس کی برابری کرنے والا نہیں۔ کائنات کی ہر شے اس کے حکم کی پابند ہے۔

ایمان میں یہ بھی شامل ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پر پختہ یقین رکھا جائے صرف اُسی کو عبادت کے لائق سمجھا جائے۔ اس کی ذات اور صفات میں کسی کو شریک نہ ٹھہرایا جائے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لیے بھیجی گئی آسمانی کتابوں اور تمام نبیوں اور رسولوں کو سچا تسلیم کیا جائے۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قیامت تک کے لیے آخری رسول اور آخری نبی تسلیم کیا جائے اور قرآن کریم کو اللہ تعالیٰ کی بھیجی گئی آخری کتاب تسلیم کیا جائے۔

توحید

توحید: معنی اور مفہوم

توحید کے معنی اللّٰہ تعالیٰ کے ایک ہونے پر یقین کرنا ہے یعنی اللّٰہ تعالیٰ کو واحد، یکتا اور ایک ماننا اور ایک جاننا ہے اور اللّٰہ تعالیٰ کی ذات وصفات میں کسی غیر کو شریک نہ کرنا ہے۔
عقیدۂ توحید ایمان کی بنیاد ہے۔ اسلام میں اس کی سب سے زیادہ اہمیت ہے۔ تمام انبیاء علیہم السلام یہی تعلیم لے کر دنیا میں آئے۔ توحید کے بارے میں ارشاداتِ باری تعالیٰ ہیں:

"وَاِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ" (سورۃ البقرہ:163) ترجمہ: اور (لوگو) تمہارا معبود خدائے واحد ہے۔

"لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ" (سورۃ الشوریٰ:11) ترجمہ: اُس جیسی کوئی چیز نہیں۔

ضروری ہے کہ تمام مشکلات ومصائب میں صرف اسی پر بھروسہ کیا جائے۔ اور اُسی سے مدد طلب کی جائے۔ جیسا کہ سورۃ الفاتحہ میں ہے۔

"اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ" (سورۃ الفاتحہ:4)

ترجمہ: (اے پروردگار) ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔

اگر ہم کائنات کے نظام پر غور کریں تو سورج ہر روز مقررہ وقت پر طلوع اور غروب ہوتا ہے۔ ستارے اپنے اپنے راستوں پر ایک دوسرے سے ٹکرائے بغیر چلتے رہتے ہیں۔ چاند کی منزلیں مقرر ہیں۔ موسم بدلتے اور لوٹ کر آتے رہتے ہیں۔ یہ سارا نظام خود بخود نہیں چل رہا یقیناً کوئی ہستی ہے جو اس نظام کو چلا رہی ہے۔ اگر اُس کی خدائی میں کوئی اور اُس کا شریک ہوتا تو کبھی نہ کبھی کسی نہ کسی بات پر اختلاف ضرور ہوتا۔ مگر ایسا نہیں ہے۔ مختصر یہ کہ اللّٰہ تعالیٰ کی ذات یکتا ہے اُس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ وہی خالق و مالک ہے، ہماری زندگی اور موت اُسی کے ہاتھ میں ہے۔ ہماری تمام ضرورتیں وہی پوری کرتا ہے اس لیے ہمیں صرف اُسی کی عبادت کرنی چاہیے۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"وَاعْبُدُوا اللّٰهَ وَلَا تُشْرِكُوا بِهٖ شَيْـًٔا" (سورۃ النساء 36)

ترجمہ: "اور اللہ ہی کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ بناؤ"۔

اللہ تعالیٰ سے ہر حال میں مدد مانگی جائے۔ اُس کے سوا کسی کا ڈر یا خوف انسان کے دل میں نہ ہونا چاہیے۔ اُس کے احکام کو اُس کی مرضی کے مطابق پورا کیا جائے۔

عقیدۂ توحید کی وجہ سے مسلمان کے اندر جرأت، بہادری، صبر، توکّل اور یقین جیسی صفات پیدا ہوتی ہیں۔ عقیدۂ توحید کے ماننے والوں میں اتحاد، مساوات اور اخوت جیسی خوبیاں بھی پیدا ہوتی ہیں۔

مشق

1- درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ ایمان سے کیا مراد ہے؟ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا کیا مطلب ہے؟

ب۔ توحید کے لغوی معنی کیا ہیں؟

ج۔ عقیدۂ توحید سے کیا مراد ہے؟

د۔ عقیدۂ توحید کی وجہ سے انسان میں کون کون سی صفات پیدا ہوتی ہیں؟

2- درست جواب منتخب کر کے جملے مکمل کریں۔

ا۔ ایمان کا مطلب .... ہے۔

ا۔ یقین کر لینا ب۔ سمجھ لینا ج۔ معلوم کر لینا

ب۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اللہ تعالیٰ کے .... رسول اور نبی ہیں۔

ا۔ پہلے ب۔ دوسرے ج۔ آخری

ج۔ اللہ تعالیٰ کے احکامات پر پختہ .... کا نام ایمان ہے۔

ا۔ سوچ ب۔ یقین ج۔ خیال

د۔ زندگی اور موت کا .... اللہ تعالیٰ کے پاس ہے۔

ا۔ اختیار ب۔ عمل ج۔ ارادہ

و۔ توحید کا مطلب اللہ تعالیٰ کو ایک ماننا اور ایک .... ہے۔

ا۔ سوچنا ب۔ کہنا ج۔ جاننا

3- خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ اللہ تعالیٰ .... ہے۔

ب۔ اللہ تعالیٰ ہر .... سے پاک ہے۔

ج۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے .... رسول ہیں۔

د۔ کائنات کی ہر چیز اللہ تعالیٰ کے .... کی پابند ہے۔

ہ۔ توحید پر یقین .... کی بنیاد ہے۔

و۔ اللہ تعالیٰ کی ذات .... ہے۔

ز۔ ہمیں ہر حال میں اللہ تعالیٰ سے .... مانگنی چاہیے۔

ح۔ توحید سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی کو .... نہ کرنا ہے۔

ط۔ اللہ تعالیٰ کی ذات ساری دنیا کا .... چلا رہی ہے۔

ی۔ ہماری زندگی اور .... اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔

4- کالم ''الف'' کو کالم ''ب'' سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

کالم ''الف''	کالم ''ب''
ا۔ ہر مسلمان کا ایمان ہے کہ	یکتا ہے۔
ب۔ ہماری زندگی اور موت	ایمان کی بنیاد ہے۔
ج۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان کا مطلب یہ ہے کہ	اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور ماننا ہے۔
د۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے	اللہ تعالیٰ کے حکم کی پابند ہے۔
ہ۔ کائنات کی ہر شے	اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے۔
و۔ توحید کا مطلب	آخری رسول ہیں۔
ز۔ عقیدۂ توحید	اللہ تعالیٰ ایک ہے۔
ح۔ اللہ تعالیٰ کی ذات	ان پر پختہ یقین رکھنے کا نام ایمان ہے۔
ط۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو احکامات اور ہدایات لے کر آئے ہیں	کوئی اس کا شریک نہیں۔

عملی کام: طلبہ اللہ تعالیٰ کے مبارک ناموں پر مشتمل چارٹ بنائیں اور کمرۂ جماعت میں آویزاں کریں۔

ب۔ عبادات

اذان ، فضیلت و اہمیت

اذان کے لفظی معنی اطلاع دینے یا اعلان کرنے کے ہیں۔ مسلمانوں کو باجماعت نماز کی ادائیگی کے لیے بلانے کی غرض سے جو الفاظ بلند آواز میں پکارے جاتے ہیں۔ انہیں ''اذان'' کہتے ہیں۔ اذان مسلمانوں کا امتیازی نشان ہے۔ یہ آواز ہر روز پانچ وقت کی نماز کا بلاوا بن کر پوری دنیا میں بلند ہوتی ہے۔ اذان میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا بیان، اُس کی بندگی کی شہادت، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رسالت کا اقرار نیز نماز پڑھنے اور بھلائی پانے کی دعوت شامل ہے۔

اذان کی ابتدا

واقعہ معراج کے وقت سے ہی مسلمانوں پر پانچ وقت کی نماز فرض ہو چکی تھی۔ مگر مکہ مکرمہ میں کفار کے شر کی وجہ سے مسلمان علی الاعلان اور باجماعت نماز ادا نہ کر سکتے تھے۔ ہجرت کے بعد جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے اور مسجد نبوی کی تعمیر ہو چکی تو ضرورت پیش آئی کہ مسلمانوں کو نماز باجماعت کے لیے کیسے بلایا جائے۔

ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن زید انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص کعبہ رُو ہو کر اللہ اکبر، اللہ اکبر پکار رہا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ یہ خواب سچا ہے۔ کچھ دیر بعد حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بھی یہی خواب آکر سنایا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تصدیق فرمائی کہ مجھے وحی کے ذریعے اذان کی تعلیم دی جا چکی ہے۔ چنانچہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے الفاظ تعلیم فرمائے اور اُن کو اذان دینے پر مامور فرمایا۔

مسلمانوں کی زندگی میں اذان کو خاص اہمیت حاصل ہے۔ دنیا میں موجود مذاہب میں عبادت کے لیے بلانے کے مختلف طریقے ہیں جب کہ مسلمانوں کا طریقہ اذان منفرد اور یکتا ہے۔ اذان سے اللہ تعالیٰ کی بزرگی واضح ہوتی ہے، اُس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نبوّت کی شہادت ملتی ہے، نیز انسان کو اس کی فلاح اور کامرانی کا پیغام دیا جاتا ہے۔

ہر مسلمان کو چاہیے کہ جونہی وہ اذان کے الفاظ سنے تو اُن الفاظ کو مؤذن کے ساتھ ساتھ ہلکی آواز میں دہرائے۔ مؤذن کو اسلامی معاشرہ میں بلند مقام حاصل ہے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ مؤذنِ رسول تھے۔ اس لیے بڑے بڑے جیّد صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم ان کو سیدُنا بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ (ہمارے سردار بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہہ کر مخاطب کرتے تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اذان کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا:

"اَلْمُؤَذِّنُونَ اَطْوَلُ النَّاسِ اَعْنَاقًا یَوْمَ الْقِیَامَۃِ"

ترجمہ: "قیامت کے روز اذان دینے والوں کی گردنیں تمام لوگوں سے زیادہ بلند ہوں گی"۔ گویا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت ان لوگوں کو اذان کے باعث بلند مقام عطا فرمائیں گے۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذان کی وجہ سے مؤذن کی مغفرت کر دی جاتی ہے"۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ اگر یہ معلوم ہو جائے کہ اذان دینے اور پہلی صف میں نماز پڑھنے کا کتنا ثواب ہے تو ہر شخص آگے بڑھنے کی کوشش کرے حتیٰ کہ فیصلہ کرنے کے لیے قرعہ ڈالنا پڑے۔

ایک سچا مسلمان جب اذان کی آواز سنتا ہے تو فوراً اپنا آرام اور کام کاج چھوڑ کر مسجد جانے کو تیار ہو جاتا ہے۔ جب بار بار اُس کے کانوں میں اپنے رب کا یہ پیغام پہنچتا ہے تو اس کا ایمان مضبوط تر ہو جاتا ہے۔ اُس کے دل میں اپنے رب کی عظمت ہمیشہ کے لیے بس جاتی ہے۔ اسے یقین حاصل ہو جاتا ہے کہ اُس کی فلاح نماز کی ادائیگی ہی میں ہے۔

اذان کے فضائل

-1 اذان کی آواز انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کی بڑائی کا خیال پیدا کرتی ہے۔

-2 اذان سنتے ہی انسان دنیاوی کاموں کو چھوڑ دیتا ہے۔ گویا دنیا کی بجائے دین سے رغبت پیدا ہوتی ہے۔

-3 جہاں تک اذان کی آواز پہنچتی ہے، شیطان وہاں سے بھاگ جاتا ہے۔

-4 اذان دینے والے مقام پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

-5 اذان انسان میں وقت کی پابندی کا خیال پیدا کرتی ہے۔

-6 اذان مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق کی دعوت ہے۔

-7 اذان کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے، وہاں تک موجود ہر چیز قیامت کے دن اذان دینے والے کے حق میں گواہی دے گی۔

-8 مؤذن پر اللہ تعالیٰ کی رحمت نازل ہوتی ہے۔

-9 اللہ تعالیٰ قیامت کے روز مؤذن کی عزت افزائی فرمائیں گے۔

-10 حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اذان کی آواز سن کر اس کا جواب دینے والے کی شفاعت فرمائیں گے۔

مشق

-1 درج ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ اذان کے لفظی معنی اور اس کی اہمیت بیان کریں۔

ب۔ اذان کی فضیلت بیان کریں۔

ج۔ اذان کی ابتدا کیسے ہوئی؟

-2 درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ اذان کے لفظی معنی کیا ہیں؟

ا۔ اعلان کرنا　　ب۔ حکم دینا　　ج۔ یاد کرنا

ب۔ اذان کی آواز دن میں کتنی مرتبہ بلند ہوتی ہے؟

ا۔ تین　　ب۔ چار　　ج۔ پانچ

ج۔ اذان کی آواز بلند کرنے والے کو کیا کہتے ہیں؟

ا۔ موذن　　ب۔ مفتی　　ج۔ امام

د۔ اذان سنتے ہی شیطان پر کیا اثر ہوتا ہے؟

ا۔ خوش ہوتا ہے　　ب۔ بھاگتا ہے　　ج۔ رو پڑتا ہے

ہ۔ اذان کی آواز سے مسلمان پر کیا اثر پڑتا ہے؟

ا۔ ایمان مضبوط ہوتا ہے　　ب۔ پریشان ہوتا ہے　　ج۔ روتا ہے

-3 درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
ا۔ اذان کے لفظی معنی اطلاع دینے کے ہیں۔		
ب۔ اذان کی آواز صرف پاکستان میں بلند ہوتی ہے۔		
ج۔ ہجرت کے بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ تشریف لائے تو مسجد نبوی تعمیر ہو چکی تھی۔		
د۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اذان کے الفاظ سکھائے۔		
ہ۔ اذان کہنے والے کو موذن کہتے ہیں۔		

4- خالی جگہ مناسب الفاظ سے پر کریں۔

ا۔ اذان کے لفظی معنی .... کے ہیں۔

ب۔ نماز باجماعت ادا کرنے کا اعلان .... کہلاتا ہے۔

ج۔ مکہ میں کفر کے .... کی وجہ سے مسلمان باجماعت نماز ادا نہیں کر سکتے تھے۔

د۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے .... کو اذان کے الفاظ سکھائے۔

ہ۔ اذان کہنے والے کو .... کہتے ہیں۔

و۔ اذان کہنے والا بندوں کو .... کے لیے پکارتا ہے۔

ز۔ موذن کا اسلامی معاشرے میں .... مقام ہے۔

ح۔ اذان کے وقت شیطان پر .... طاری ہو جاتا ہے۔

ط۔ اذان مسلمانوں میں اتحاد و .... کی دعوت ہے۔

نماز اہمیت وفضیلت اور فرائض

نماز

اللہ تعالیٰ انسانوں کا خالق، مالک اور رازق ہے۔ لہٰذا صرف اُسی کی عبادت کی جائے اور اُسی کی بڑائی اور پاکیزگی بیان کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی حاصل کرنے کے لیے نماز اور دیگر ارکانِ اسلام کی ادائیگی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو اپنی عبادت اور اطاعت کے لیے پیدا کیا ہے۔ قرآن پاک میں ارشاد ربانی ہے:۔

''وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُوْنِ'' (سورۃ الذّٰریٰت: 56)

اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ (وہ) میری عبادت کریں۔

نماز عربی زبان کے لفظ ''صلوٰۃ'' کا ترجمہ ہے۔ صلوٰۃ کے معنی ''دعا'' کے بھی ہیں۔ نماز سے مراد وہ عبادت ہے جس کا دن رات میں پانچ مرتبہ ادا کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ قرآن مجید اور احادیث میں دیگر عبادات سے بڑھ کر کثرت اور تاکید سے نماز کی ادائیگی کا حکم دیا گیا ہے۔

نماز کی فضیلت واہمیت

اسلام کے پانچ ارکان میں سے نماز دوسرا رکن ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کے حضور پنجگانہ حاضری کا سنہری موقع فراہم کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہونے' دعا مانگنے اور اُس کا قرب حاصل کرنے کا بے مثال ذریعہ بھی ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

ترجمہ نماز دین کا ستون ہے۔ جس نے اسے قائم کیا اُس نے گویا پورے دین کو قائم کر دیا اور جس نے اسے گرادیا اُس نے گویا پورے دین کو گرادیا۔

نماز پڑھنے والا مسلمان ہوتا ہے اور نہ پڑھنے والا کفر کے قریب ہوتا ہے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ترجمہ بے شک مسلمان اور کافر کے درمیان فرق کرنے والی چیز نماز ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے بار بار نماز قائم کرنے کا حکم دیا ہے اور اسے مومنین کی خاص صفت قرار دیا ہے۔ ارشاد ربانی ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَلَا تَکُوْنُوْا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ

ترجمہ: اور نماز پڑھتے رہو اور مشرکوں میں سے نہ ہونا (الروم:31)

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے بارے میں ارشاد فرمایا

ترجمہ: میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:۔ ترجمہ: نماز مومن کی معراج ہے۔

فرائض نماز

فرائضِ نماز درج ذیل ہیں:۔

(ا) تکبیر تحریمہ

وضو اور نماز کی نیت کے بعد دونوں ہاتھ اٹھا کر "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہنا "تکبیر تحریمہ" کہلاتا ہے۔ تکبیر کے معنی ہیں اللہ کی بڑائی بیان کرنا اور تحریمہ کا مطلب ہے حرام قرار دینا۔ یہ الفاظ ادا کرنے کے بعد نماز کے سوا دوسرے تمام کام نمازی پر حرام ہو جاتے ہیں۔

(ب) قیام و قراءت

قیام کا مطلب ہے سیدھا کھڑا ہونا۔ نماز میں قیام سے مراد اتنی دیر سیدھا کھڑا ہونا ہے کہ جس میں قرآن کی اتنی قراءت ہو سکے جو فرض ہے۔ فرض نماز کی پہلی دو رکعت میں امام سورۃ فاتحہ کے بعد قرآن پاک کی آیات / سورت تلاوت کرتا ہے، اسے قراءت کہتے ہیں۔

(ج) رکوع

رکوع کے معنی ہیں جھکنا۔ قراءت ختم کر کے "اَللّٰہُ اَکْبَرُ" کہہ کر گھٹنوں پر دونوں ہاتھ رکھ کر جھکنا رکوع کہلاتا ہے۔ سر، گردن اور کمر ایک سیدھ میں زمین کے متوازی ہوتے ہیں اور زبان سے "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْعَظِیْمِ" کہہ کر اللہ کی پاکیزگی اور عظمت کا اقرار کیا جاتا ہے۔

(د) سجدہ

سجدہ کی حالت میں نمازی اپنی پیشانی، ناک، دونوں ہاتھ، گھٹنے اور دونوں پاؤں زمین پر رکھ کر اپنے رب کے حضور سر بسجود ہو جاتا ہے۔ سجدہ نماز کا اہم ترین رکن ہے۔ سجدہ میں نمازی "سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی" کہہ کر اپنی عاجزی اور اپنے رب کی پاکی اور بڑائی کا اظہار و اقرار کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کو بندے کی یہ حالت بہت پسند ہے۔ ہر رکعت میں ایک رکوع اور دو سجدے ہوتے ہیں۔ جس طرح نماز مومن کی معراج ہے۔ اسی طرح سجدہ نماز کی معراج ہے۔

(ہ) قعدہ و تشہد

دوسری اور آخری رکعت میں سجدے کے بعد بیٹھنے کو "قعدہ" کہتے ہیں۔ قعدہ میں بیٹھ کر تشہد پڑھی جاتی ہے۔ تشہد کا مطلب ہے گواہی دینا۔ تشہد میں اس بات کا اقرار کیا جاتا ہے کہ تمام عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں اور اس کے سوا کوئی معبود نہیں نیز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ تعالیٰ کے بندے اور اُس کے رسول ہیں" آخری قعدہ میں تشہد کے بعد درود شریف پڑھا جاتا ہے۔ درود شریف کے بعد کوئی مسنون دعا پڑھ کر سلام پھیرا جاتا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے:

وَاَقِمِ الصَّلٰوةَ ؕ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ ؕ

ترجمہ: "اور نماز قائم کرو یقیناً نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے روکتی ہے" (سورۃ العنکبوت:45)

نماز پڑھنے سے انسان روحانی و جسمانی گندگی اور غلاظتوں سے محفوظ رہتا ہے۔ نماز مسلمانوں میں نظم و ضبط پیدا کرتی ہے، نماز ایک امام کے پیچھے باجماعت رہنے کا درس دیتی ہے نیز باہمی ہمدردی، مساوات، اُخوت اور بھائی چارے کا سبق سکھاتی ہے۔ نماز انسان کو بدکاری اور گناہوں سے روکتی ہے۔ نماز اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور دوزخ سے نجات کا سبب ہے۔ نماز جنت میں داخلے کا ذریعہ اور مومن کی پہچان ہے۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ نماز سے کیا مراد ہے؟ اس کی اہمیت اور فضیلت بیان کریں۔

ب۔ فرائضِ نماز کون سے ہیں؟ وضاحت کریں۔

ج۔ نماز بے حیائی اور بُرے کاموں سے کیسے روکتی ہے؟ وضاحت کریں۔

2- درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ صلوٰۃ کا مطلب کیا ہے؟

ا۔ نیکی　　ب۔ دُعا　　ج۔ ثواب

ب۔ نماز کی ادائیگی روزانہ کتنی مرتبہ فرض ہے؟

ا۔ پانچ　　ب۔ سات　　ج۔ نو

ج۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کس عبادت کو اپنی آنکھوں کی ٹھنڈک قرار دیا ہے؟

ا۔ کلمہ　　ب۔ روزہ　　ج۔ نماز

د۔ تکبیر کے معانی کیا ہیں؟

ا۔ اللہ کی بڑائی بیان کرنا　　ب۔ اچھی بات بیان کرنا　　ج۔ نماز ادا کرنا

ہ۔ نماز کس کی پہچان ہے؟

ا۔ انسان　　ب۔ مومن　　ج۔ غیر مومن

3- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگایئے:

	درست	غلط
ا۔ نماز کے لیے عربی زبان میں الصلوٰۃ کا لفظ آیا ہے۔		
ب۔ دین اسلام کی بنیاد تین ارکان پر ہے۔		
ج۔ جو کوئی نماز ترک کردے، وہ کفر و شرک کے قریب ہوتا ہے۔		

د۔ نماز کے ذریعے بندہ اپنے خالق سے ہم کلام ہوتا ہے۔

ہ۔ آخرت میں سب سے پہلے نماز کا سوال ہوگا۔

4- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ نماز کے لیے عربی زبان میں .... کا لفظ ہے۔

ب۔ نماز دین کا .... ہے۔

ج۔ مومن اور کافر میں فرق .... کا ہے۔

د۔ نماز مومن کی .... ہے۔

ہ۔ فرائض نماز کو نماز کے .... بھی کہا جاتا ہے۔

و۔ تکبیر کا معنی اللہ تعالیٰ کی .... بیان کرنا ہے۔

ز۔ رکوع کا معنی .... ہے۔

ح۔ سجدہ نماز کا اہم .... ہے۔

ط۔ تشہد کا مطلب .... دینا ہے۔

عملی کام

- طلبہ اساتذہ کرام کی مدد سے نمازوں کے اوقات چارٹ پر تحریر کریں اور کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔

نمازِ جنازہ اور اس کی اہمیت

نمازِ جنازہ کا مفہوم

دنیا میں انسان کی جان اللہ تعالیٰ کی دی ہوئی امانت ہے۔ ہر انسان کو زندگی کی مقررہ مدت پوری ہونے پر موت آنی ہے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر اعمال کا جواب دینا ہے۔ دنیا کی ہر چیز فانی ہے۔ قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے:

كُلُّ نَفْسٍ ذَآئِقَةُ الْمَوْتِ (سورۃ الانبیآء، 35:)

ترجمہ: ہر جاندار کو موت کا مزا چکھنا ہے۔

جب کسی مسلمان کا انتقال ہوتا ہے تو دوسرے مسلمان اس کی نمازِ جنازہ ادا کرتے ہیں۔ نمازِ جنازہ میت کے لیے مغفرت کی اجتماعی دعا ہے۔ دین اسلام میں حکم ہے کہ زیادہ سے زیادہ لوگ نمازِ جنازہ میں شرکت کریں۔ فوت ہونے والا شخص، مرد ہو یا عورت، بچہ ہو یا بوڑھا، "میت" کہلاتا ہے۔ میت کو اسلامی طریقے کے مطابق غسل دے کر "کفن" پہنایا جاتا ہے۔ مرد کے کفن میں تین کپڑے اور عورتوں کے کفن میں پانچ کپڑے ہوتے ہیں۔ نمازِ جنازہ اگرچہ سب مسلمانوں پر فرض ہے لیکن اگر کچھ لوگ بھی ادا کرلیں تو باقی لوگوں کو معاف ہو جاتی ہے۔ اسلام میں ایسے فرض کو فرضِ کفایہ کہتے ہیں۔ کفن پہنانے کے بعد میت کے لیے نمازِ جنازہ پڑھی جاتی ہے اور پھر میت کو احترام کے ساتھ دفن کیا جاتا ہے۔

نمازِ جنازہ کا طریقہ

نمازِ جنازہ جماعت کی صورت میں ادا کی جاتی ہے۔ سب لوگ امام کے پیچھے کعبہ رخ کھڑے ہو جاتے ہیں۔ پھر نمازِ جنازہ کی تکبیریں کہی جاتی ہیں۔ جن میں ثنا، درود پاک اور میت کی مغفرت کے لیے دعا کر کے سلام پھیرا جاتا ہے۔

نمازِ جنازہ کی دینی و معاشرتی اہمیت

نمازِ جنازہ ایک اہم عبادت ہے۔ اس کا اجر و ثواب بہت زیادہ ہے۔ نمازِ جنازہ یہ ظاہر کرتی ہے کہ مسلمان نہ صرف انتقال کرنے والوں کی دعائے مغفرت میں بلکہ غم زدہ ساتھیوں کے دُکھ سکھ میں بھی برابر کے شریک ہیں۔ نمازِ جنازہ ادا کرنے سے مسلمانوں میں میت کے وارثوں سے ہمدردی کا احساس پیدا ہوتا ہے۔ باہمی غمگساری سے دوسروں کے دُکھ میں شرکت اور ان کی دل جوئی سے دل کو سکون ملتا ہے۔ نمازِ جنازہ مسلمانوں کے باہمی اتحاد کی علامت ہے۔ اس سے آخرت پر ایمان پختہ ہوتا ہے اور اعمال کی جواب دہی کا احساس زندہ ہوتا ہے۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ نمازِ جنازہ سے کیا مراد ہے؟

ب۔ نمازِ جنازہ کی ادائیگی کا طریقہ کیا ہے؟

ج۔ نمازِ جنازہ کی دینی و معاشرتی اہمیت کیا ہے؟

2- درست جواب پر "✓" کا نشان لگائیں۔

ا۔ میت کی مغفرت کے لیے جو دعا کی جاتی ہے اسے کیا کہتے ہیں؟

ا۔ نمازِ تسبیح　　ب۔ نمازِ جنازہ　　ج۔ نمازِ استسقاء

ب۔ نمازِ جنازہ کی ادائیگی سے پہلے کیا ضروری ہے؟

ا۔ کفن پہنانا　　ب۔ خوشبو لگانا　　ج۔ دُعا کرنا

ج۔ نمازِ جنازہ میں میت کہاں رکھی جاتی ہے؟

ا۔ امام کے سامنے　　ب۔ امام کے دائیں طرف　　ج۔ امام کے بائیں طرف

د۔ نمازِ جنازہ میں شرکت سے کیا حاصل ہوتا ہے؟

ا۔ آخرت پر ایمان پختہ ہوتا ہے　　ب۔ رسم ادا ہوتی ہے　　ج۔ تعلق بڑھتا ہے

3- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ ہر جاندار نے .... کا مزا چکھنا ہے۔

ب۔ نمازِ جنازہ فرض .... ہے۔

ج۔ نمازِ جنازہ سے پہلے میت کو .... دیا جاتا ہے۔

د۔ نمازِ جنازہ میں شرکت سے آدمی کا .... پر ایمان پختہ ہوتا ہے۔

4- کالم ''الف'' کو کالم ''ب'' سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

کالم ''الف''	کالم ''ب''
ا۔ دنیا کی ہر چیز	میت کو کفن پہنایا جاتا ہے۔
ب۔ ہر جاندار کو موت کا	کفایہ ہے۔
ج۔ نمازِ جنازہ میت کے لیے	مزا چکھنا ہے۔
د۔ نمازِ جنازہ فرض	فانی ہے۔
ہ۔ نمازِ جنازہ سے پہلے	مغفرت کی اجتماعی دُعا ہے۔

حج اور اس کی اہمیت

حج

اسلام کے پانچ ارکان میں حج پانچواں رکن ہے۔ حج عربی زبان کا لفظ ہے۔ جس کے معنی ''اِرادہ'' کے ہیں۔ اِرادہ سے مراد سفر کرنے کا اِرادہ ہے جو حج کرنے کی غرض سے دنیا بھر کے مسلمان اختیار کرتے ہیں۔ یہ مسلمان عازمینِ حج کہلاتے ہیں۔ یہ سعودی عرب کے شہر مکہ معظمہ پہنچ کر اللہ تعالیٰ کے گھر بیت اللہ شریف میں اور دوسرے مقدّس مقامات پر حاضری دیتے ہیں اور فریضہ حج ادا کرتے ہیں۔ حج اسلامی سال کے آخری مہینہ ذو الحج میں ادا کیا جاتا ہے۔ یہ ایسی جامع عبادت ہے جو کئی عبادتوں کا مجموعہ ہے۔ یہ عبادات مناسکِ حج کہلاتی ہیں۔ یہ 8 ذو الحج کی صبح سے شروع ہوتی ہیں اور مسلسل پانچ دن جاری رہتی ہیں اور 12 ذو الحج کی شام کو مکمل ہو جاتی ہیں۔ اس طرح حج کا مبارک فریضہ ادا ہوتا ہے۔

مکہ معظمہ میں بیت اللہ شریف واقع ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا گھر ہے۔ اسے اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام نے صدیوں قبل اللہ تعالیٰ کے حکم سے تعمیر کیا۔ انہوں نے دُعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کے اس عمل کو قبول فرمالے، ان کی اولاد میں سے فرمانبردار امّت پیدا فرمائے اور اس شہر کو امن و ثمرات کا شہر بنا دے۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کی دُعا قبول فرمائی۔ بیت اللہ شریف اللہ تعالیٰ کا گھر اور دنیا بھر کے مسلمانوں کا قبلہ اور عبادات کا مرکز ہے۔

حج کی اہمیت وفضیلت

حج مسلمانوں کا عظیم دینی اجتماع ہے۔ یہ ایک عالمگیر اور جامع عبادت ہے۔ ہر سال دنیا بھر سے لاکھوں مسلمان ایک مرکز پر جمع ہوتے ہیں اور ایک جیسا لباس زیبِ تن کر کے فریضۂ حج ادا کرتے ہیں۔

حج کی ادائیگی ہر عاقل، بالغ، صاحبِ استطاعت مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔ ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًا ط

ترجمہ: اور لوگوں پر خدا کا حق (فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کا مقدور رکھے وہ اس کا حج کرے۔ (سورۃ آلِ عمران: 97)

دینِ اسلام میں حج کو بہت اہمیت حاصل ہے۔ حج ادا کرنے والوں کے لیے بہت زیادہ اجر و ثواب ہے۔ لیکن استطاعت کے باوجود فریضۂ حج ادا نہ کرنے والوں کے لیے سخت وعید ہے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: جو شخص استطاعت کے باوجود حج نہیں کرتا تو اُس کے لیے کوئی فرق نہیں اس بات میں کہ وہ یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر۔

حج مسلمانوں میں روحانی پاکیزگی حاصل کرنے، زندگی بھر کے گناہ بخشوانے، آئندہ گناہوں سے بچنے اور باہمی اتحاد اور نظم و ضبط پیدا کرنے کا بے مثال ذریعہ ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور اُس کے گھر میں حاضر ہو کر اللہ تعالیٰ کی بندگی کا بہترین موقع فراہم کرتا ہے۔

حج کے بے شمار روحانی اور دُنیوی فوائد ہیں مثلاً:

ا۔ حج کے عمل سے اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص وابستگی کی تربیت حاصل ہوتی ہے۔

ب۔ مختلف ممالک سے مکہ مکرمہ پہنچنے والے مسلمانوں کو حج کے ذریعے اللہ تعالیٰ کے گھر میں لبیک کہنے اور اجتماعی عبادت کرنے کا سنہری موقع میسر آتا ہے نیز طویل سفر کے دوران سیر و سیاحت کا وسیع تجربہ بھی حج کی بدولت حاصل ہوتا ہے۔

ج۔ حج ہر رنگ ونسل کے مسلمانوں کو ایک ہی وقت میں ایک ہی مرکز پر لاکھوں کی تعداد میں جمع کرتا ہے۔ جو اجتماعی عبادت کے ذریعے گناہوں کی معافی مانگتے ہیں اور روحانی پاکیزگی حاصل کرتے ہیں۔

د۔ مسلمان حج کی بدولت اپنے دینی اتحاد واتفاق کا نمونہ پوری دنیا کے سامنے پیش کرتے ہیں۔

ہ۔ حج دینی، علمی وعالمی مسائل سے واقفیت اور دلچسپی کا موقع مہیا کرتا ہے۔

و۔ حج کے دنوں میں مکہ مکرمہ اور مدینہ منورہ کے بازاروں میں دنیا بھر سے ہر قسم کا مال، تجارت کے لیے لایا جاتا ہے جس سے بین الاقوامی تجارت فروغ پاتی ہے۔

ز۔ دنیا بھر کے عازمین حج جب ایک جیسے لباس میں ایک جیسی صدائیں بلند کرتے ہیں اور ایک جیسے مناسک ادا کرتے ہیں تو حج ان کے اندر برابری اور مساوات کا خاص احساس پیدا کرتا ہے جو ہر اعلیٰ وادنیٰ اور ہر رنگ ونسل کا فرق مٹا دیتا ہے۔

ح۔ اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل میں حاجی اپنے گھر بار چھوڑ کر حج کے واسطے مشقت بھرا سفر اختیار کرتے ہیں۔ اس طرح حج ان کو دنیا کے عیش وآرام چھوڑ کر مالکِ حقیقی کی سچی راہ اختیار کرنے کی تربیت دیتا ہے۔

ط۔ حجاج منیٰ کے مقام پر جب سنتِ ابراہیمی کے مطابق قربانی کرتے ہیں تو اس طرح حج ان کو ذاتی مال ودولت اللہ تعالیٰ کی راہ میں قربان کرنے کی تربیت فراہم کرتا ہے۔

ی۔ منیٰ میں مسلسل تین دن رمی کے ذریعے شیطانوں کے مقامات پر کنکر برسائے جاتے ہیں اور شیطان سے نفرت کا اظہار کیا جاتا ہے۔ حج اس تربیت سے حاجیوں کو انسان کے کھلے دشمن شیطان سے بچاؤ کا مؤثر سبق دیتا ہے۔

مشق

1- مختصر جواب تحریر کریں۔

ا۔ حج کا مفہوم اور اس کی فرضیت بیان کریں۔

ب۔ حج کی اہمیت اور فضیلت کے بارے میں تحریر کریں۔

ج۔ حج کے فوائد بیان کریں۔

2- درست جواب پر ✓ نشان لگائیں۔

ا۔ حج کے کیا معنی ہیں؟

ا۔ قصد یا ارادہ ب۔ سچائی ج۔ عبادت

ب۔ حج ارکانِ اسلام کا کون سا رُکن ہے؟

ا۔ تیسرا ب۔ چوتھا ج۔ پانچواں

ج۔ حج انسان پر زندگی میں کتنی بار فرض ہے؟

ا۔ ایک بار ب۔ دو بار ج۔ تین بار

3- کالم "الف" کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملوں کا مفہوم واضح ہو۔

کالم "الف"	کالم "ب"
ا۔ حج اسلام کے ارکان میں سے	مسلمان مرد و عورت پر فرض ہے۔
ب۔ حج اسلامی سال کے آخری مہینے	جو بالغ ہو۔
ج۔ حج کی ادائیگی ہر صاحب استطاعت	ارادہ کرنا۔
د۔ لفظ حج کا معنی ہے	ذوالحج میں ادا کیا جاتا ہے۔
ہ۔ حج اُس مسلمان پر فرض ہے	پانچواں رُکن ہے۔

باب سوم

سیرتِ طیبہ

صلح حدیبیہ

6 ہجری میں مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے درمیان ایک معاہدہ ہوا جو تاریخ میں "صلح حدیبیہ" کے نام سے مشہور ہوا۔ چونکہ یہ صلح، حدیبیہ کے مقام پر ہوئی تھی، اس لیے اس کو صلح حدیبیہ کہا جاتا ہے۔

پس منظر

مسلمان جب سے ہجرت کر کے مدینہ منورہ آئے تھے، وہ کعبۃ اللہ کی زیارت کو نہ جا سکے تھے۔ ان کے دل طوافِ کعبہ کے لیے بے قرار تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بھی ایسا ہی حال تھا۔ 6 ہجری میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خواب دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے اس خواب کا ذکر فرمایا تو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم بے حد خوش ہوئے۔ انھوں نے اسے غیبی اشارہ سمجھا اور سفرِ مکہ کی تیاریاں شروع کر دیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مدینہ منورہ کے گرد و نواح کی مسلمان آبادیوں میں یہ اعلان کروا دیا کہ جو لوگ زیارتِ بیتُ اللہ کا شوق رکھتے ہیں، وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہونے کی تیاری کر لیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یکم ذی قعدہ 6 ہجری کو عمرہ کے ارادہ سے چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی طرف روانہ ہوئے۔ چونکہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارادہ خالصتاً عمرہ کا تھا، اس لیے اعلان فرما دیا کہ کوئی شخص مسلّح نہ ہو۔ صرف تلوار ساتھ ہو اور وہ بھی نیام میں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے قربانی کے جانور ساتھ لیے۔ احرام باندھا اور مکہ مکرمہ روانہ ہو گئے۔
آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم معروف راستوں سے ہٹ کر آن جان راستوں سے ہوتے ہوئے مکہ مکرمہ سے ایک منزل کے فاصلے پر حُدیبیہ کے مقام پر جا پہنچے۔ مگر قریش مکہ نے مکہ مکرمہ میں داخلے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مکہ مکرمہ روانگی

قریشِ مکہ کی سرکشی اور ہٹ دھرمی دیکھ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنا سفیر بنا کر اہلِ مکہ کی طرف بھیجا تا کہ وہ کفارِ مکہ کو سمجھائیں کہ مسلمان جنگ کے ارادے سے نہیں بلکہ صرف بیت اللہ کی زیارت کے لیے آئے ہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ تین دن تک قریشِ مکہ کو سمجھاتے رہے مگر ان پر اثر نہ ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور تمام صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی واپسی کا انتظار کر رہے تھے کہ افواہ پھیل گئی کہ کفارِ مکہ نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو شہید کر دیا ہے۔

بیعتِ رضوان

رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کی خبر ملی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بیعت لی۔ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے انتہائی جوش و جذبہ کے ساتھ بیعت کی۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خود اپنے دستِ مبارک کو عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ہاتھ قرار دے کر حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف سے بھی بیعت لی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بیعت کے وقت ایک درخت کے نیچے بیٹھے تھے۔ اس بیعت کو ''بیعتِ رضوان'' کہا جاتا ہے۔ قریشِ مکہ اپنے جاسوسوں کے ذریعے مسلمانوں کی صورتِ حال سے باخبر رہتے تھے۔ جب اُن کو معلوم ہوا کہ مسلمانوں نے خونِ عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا بدلہ لینے کے لیے قسم کھائی ہے تو وہ ڈر گئے۔ انھوں نے نہ صرف حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو واپس مسلمانوں میں پہنچا دیا بلکہ اپنا ایک سفیر سہیل ابن عمرو کو بھی صلح کی شرائط طے کرنے کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں بھیجا۔ اس نے خاصی طویل گفتگو کی تاہم صلح ہوگئی۔

اس بیعت کا ذکر قرآن مجید میں اس طرح آیا ہے:

لَقَدْ رَضِيَ اللّٰهُ عَنِ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ يُبَايِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَةِ فَعَلِمَ مَا فِيْ قُلُوْبِهِمْ

ترجمہ: (اے پیغمبرؐ) جب مومن تم سے درخت کے نیچے بیعت کر رہے تھے تو خدا اُن سے خوش ہوا۔ اور جو (صدق و خلوص) اُن کے دلوں میں تھا وہ اُس نے معلوم کر لیا۔ (سورۃ الفتح: 18)

اس بیعت کو اسی لیے "بیعتِ رضوان" کہا جاتا ہے۔

صلح حدیبیہ کی شرائط

سہیل ابن عمرو کفارِ مکہ میں بڑا عقل مند اور معتبر مانا جاتا تھا۔ اُس نے جو شرائط پیش کیں وہ درج ذیل ہیں:

- مسلمان اس سال عمرہ کیے بغیر واپس لوٹ جائیں۔ اگلے سال آئیں اور مکہ مکرمہ میں تین دن قیام کر کے چلے جائیں۔
- تلوار کے علاوہ کوئی اور ہتھیار ساتھ نہ لائیں اور تلوار بھی نیام میں رہے گی۔
- مکہ مکرمہ میں جو مسلمان ہیں اُن کو اپنے ساتھ لے کر نہ جائیں۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مکہ مکرمہ میں رہنا چاہے تو اُسے نہ روکیں گے۔
- اگر کوئی کافر مسلمان ہو کر مدینہ منورہ جائے گا تو اُسے واپس کرنا ہوگا۔ البتہ اگر کوئی مسلمان مرتد ہو کر مکہ مکرمہ آیا تو اُسے واپس نہ کیا جائے گا۔
- عرب قبیلے مسلمانوں یا قریش میں سے جس کے ساتھ معاہدہ کرنا چاہیں وہ آزاد ہوں گے۔
- یہ معاہدہ دونوں فریقوں کے درمیان دس سال کے لیے ہوگا۔

ابھی یہ شرطیں طے ہوئی تھیں اور معاہدہ باقاعدہ لکھا نہیں گیا تھا کہ حضرت ابو جندل رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو کہ مسلمان ہو چکے تھے کفار مکہ کی قید سے بیڑیوں سمیت بھاگ کر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر امان کے طالب ہوئے۔ مگر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انھیں سہیل بن عمرو کے مطالبے پر واپس کر دیا کیونکہ معاہدہ طے پا چکا تھا۔ یہ معاہدہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تحریر فرمایا۔ اگرچہ صلح کی شرائط بظاہر مسلمانوں کے خلاف تھیں مگر اللہ تعالیٰ نے اسے مسلمانوں کے لیے "فتحِ مبین" قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اس عرصہ میں عرب کے باہر کے قبائل اور حکمرانوں کو خطوط اور سفیروں کے ذریعے اسلام کی دعوت دی اور اگلے دو سالوں میں یعنی آٹھ ہجری کو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مسلمانوں کے دس ہزار لشکر کے ساتھ خون کا ایک قطرہ بہائے بغیر مکہ مکرمہ کو فتح کر لیا۔

مکہ مکرمہ کی فتح گویا پورے عرب کی فتح تھی۔ یوں اللہ تعالیٰ کی "فتح مبین" کی بشارت پوری ہو کر رہی۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ صلح حدیبیہ سے کیا مراد ہے؟ اس صلح کا پس منظر بیان کیجئے۔

ب۔ بیعتِ رضوان کسے کہتے ہیں؟

ج۔ بیعتِ رضوان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس صحابیؓ کا بدلہ لینے کے لیے لی؟

د۔ صلح حدیبیہ کی شرائط کیا تھیں؟

2- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ صلح حدیبیہ کس سن میں ہوئی؟

ا۔ 6 ہجری　　ب۔ 2 ہجری　　ج۔ 8 ہجری

ب۔ کفار نے صلح کی شرائط کے ساتھ کسے روانہ کیا؟

ا۔ ابوجہل　　ب۔ ابوسفیان　　ج۔ سہیل ابن عمرو

ج۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس صحابیؓ کو اہل مکہ کی جانب سفیر بنا کر بھیجا؟

ا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ج۔ حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

د۔ حدیبیہ میں صلح کی عبارت کس نے تحریر کی؟

ا۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہ۔ صلح کے مطابق دونوں فریقوں میں کتنے سال تک جنگ نہ کرنے کا معاہدہ کیا گیا؟

ا۔ پانچ سال　　ب۔ سات سال　　ج۔ دس سال

و۔ بیعتِ رضوان کس صحابیؓ کے خون کا بدلہ لینے کے لیے لی گئی؟

ا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حضرت سعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ صلح حدیبیہ کا معاہدہ .... میں مسلمانوں اور کفارِ مکہ کے درمیان ہوا۔

ب۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ...... صحابہ کرامؓ کے ساتھ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔

ج۔ قریش مکہ کی سرکشی دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے .... کو سفیر بنا کر اُن کی جانب بھیجا۔

د۔ قریش مکہ نے .... کو اپنا سفیر بنا کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔

ہ۔ صلح حدیبیہ مسلمانوں اور قریش مکہ کے درمیان .... کی مدت کے لیے ہوئی۔

و۔ اللہ تعالیٰ نے صلحِ حدیبیہ کو مسلمانوں کے لیے .... قرار دیا۔

4- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے ✗ کا نشان لگائیں۔

	درست	غلط
ا۔ صلح حدیبیہ 8 ہجری میں مسلمانوں اور قریش کے درمیان ہوئی۔		
ب۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چار سو صحابہ کے ہمراہ مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ کی جانب روانہ ہوئے۔		
ج۔ مسلمانوں کی طرف سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفیر بنا کر قریش کی طرف بھیجا گیا۔		
د۔ کفارِ مکہ نے صلح کی شرائط کے ساتھ ابوجہل کو روانہ کیا۔		

عملی کام

○ طلبہ صلحِ حدیبیہ کی شرائط خوشخط چارٹ پر تحریر کریں۔

فرماں رواؤں کو دعوتِ اسلام

صلحِ حدیبیہ کے بعد جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کو کفار مکہ کی طرف سے چین نصیب ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے مختلف حکمرانوں اور فرماں رواؤں کو خطوط کے ذریعے دینِ اسلام کی دعوت دی۔ ان خطوط میں سے چند ایک یہ ہیں:

قیصرِ روم کے نام خط

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے بندے اور اُس کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی جانب سے ہرقل عظیم روم کی طرف، اس شخص پر سلام جو ہدایت کی پیروی کرے۔ تم اسلام لاؤ سالم رہو گے۔ اسلام لاؤ اللہ تعالیٰ تمھیں تمھارا اجر دو بار دے گا۔ اور اگر تم نے رُوگردانی کی تو تم پر اَریسیوں (رعایا) کا (بھی) گناہ ہوگا۔ اے اہل کتاب! ایک ایسی بات کی طرف آؤ جو ہمارے اور تمھارے درمیان برابر ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو ربّ نہ بنائیں، اُس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں اور نہ اللہ تعالیٰ کے سوا ہم اپنے میں سے کسی کو ربّ مانیں۔ پس اگر لوگ رُخ پھیریں تو کہہ دو کہ تم لوگ گواہ رہو۔ ہم مسلمان ہیں۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے عہدِ نبوّت میں دو بڑی طاقتیں تھیں ایک قیصرِ روم جس کی سلطنت شام تک پھیلی ہوئی تھی، دوسری کسریٰ ایران۔ قیصر نے انہی دنوں میں ایرانیوں کے خلاف کامیاب جنگ لڑی تھی۔ وہ اس فتح کی خوشی میں جشن منانے بیت المقدس آیا ہوا تھا۔ اُس کو مبارک باد دینے والوں میں سردارِ مکہ ابوسفیان بھی تھا، جو کہ تجارت کی غرض سے ملک شام میں تھا۔

جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے قاصد حضرت دِحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کا پیغام لے کر ہرقل قیصرِ روم کے دربار میں پہنچے تو ہرقل نے صورتحال معلوم کرنے کے لیے ابوسفیان کو بلوا لیا۔ ہرقل نے ابوسفیان سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کے بارے میں متعدد سوالات کیے۔ ابوسفیان نے سوالات کا صحیح جواب دیا۔ ہرقل کو یقین ہو گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم سچے نبی ہیں۔ مگر وہ اپنے اُمرا اور

مذہبی پیشواؤں کی مخالفت کے ڈر سے اعلانیہ طور پر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نبوت کا اقرار نہ کر سکا۔

کسریٰ ایران کے نام خط

اُس وقت ایران پر خسرو پرویز کی حکمرانی تھی۔ وہ ایک مغرور شہنشاہ تھا۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ایلچی حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نامہ مبارک لے کر اُس کے پاس پہنچے تو اُس نے یہ دیکھ کر کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نام مبارک اُس کے نام سے پہلے لکھا ہوا ہے خط کو پھاڑ کر پرزے پرزے کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو اس گستاخی کی خبر ہوئی تو ارشاد فرمایا کہ جیسے اُس نے ہمارے خط کے ٹکڑے کیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اُس کی سلطنت کے بھی ٹکڑے کر دے گا۔ اس واقعہ کے چند روز بعد ہی اُس کے اپنے بیٹے شیرویہ نے اُسے قتل کر کے تخت پر قبضہ کر لیا۔

نجاشی کے نام خط

حبش، عرب کا پڑوسی ملک تھا۔ اُس پر اصحمہ کی حکومت تھی۔ عرب لوگ اُسے ''نجاشی'' کہتے تھے۔ اُس کے پاس جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا نامۂ مبارک پہنچا تو اُس نے اُس بابرکت خط کو چوم کر آنکھوں سے لگایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچازاد بھائی حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ دوسرے مسلمانوں کے ساتھ حبش میں ہی پناہ گزین تھے۔

نجاشی نے اُن کو اپنے پاس بلوایا۔ اور اسلام میں داخل ہونے کا اعلان کیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں عقیدت نامہ بھیجا۔ نجاشی کا انتقال سن 8 ہجری میں ہوا تو حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے مدینہ منورہ میں اُس کی نماز جنازہ ادا فرمائی۔

والیٔ مصر کے نام خط

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے ایک صحابی حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ہاتھ مصر کے والی مقوقس کو دعوت نامہ بھیجا۔ مصر قیصر روم کے تحت تھا اور مقوقس ہرقل روم کی طرف سے اس ملک کا گورنر مقرر تھا۔ ملک کا سرکاری مذہب عیسائیت تھا۔ مقوقس نے حضرت حاطب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تعظیم کی۔ عزت و احترام

کے ساتھ انہیں مہمان رکھا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں قیمتی تحائف، غلام، کنیزیں اور خچر بھیجے۔ ایک سفید خچر کا نام ''دُلدُل'' تھا جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ذاتی سواری میں استعمال ہوا۔ ایک کنیز کا نام ''ماریہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا'' تھا۔ آپ نے انہیں شرفِ زوجیت بخشا۔ ان کے بطن سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صاحب زادے حضرت ابراہیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ پیدا ہوئے جو شیر خوارگی میں ہی فوت ہو گئے۔

سفارت کے نتائج

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ان کے علاوہ بھی اور کئی حکمرانوں اور امیروں کو ایسے ہی تبلیغی خطوط ارسال فرمائے۔ ان میں مشرکین کے علاوہ یہود اور نصاریٰ بھی شامل تھے۔ نجاشی، مقوقس اور شاہِ بحرین مُنذر بن ساویٰ کے نام لکھے ہوئے خطوط آج بھی محفوظ ہیں۔

ان خطوط کے ذریعے کئی حکمران مسلمان ہوئے۔ اُن کی رعایا نے اسلام قبول کیا۔ عرب اور اُس کے اردگرد کے چھوٹے بڑے ممالک دینِ اسلام سے آگاہ ہوئے۔ اس طرح یہ حکمت عملی آئندہ کے لیے ایک وسیع اور طاقت ور اسلامی مملکت کا باعث بنی۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں۔

ا۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مختلف فرماں رواؤں کو تبلیغی خطوط کیوں روانہ کیے؟

ب۔ قیصر روم کے نام لکھے گئے خط کا متن تحریر کریں۔ اس خط کا کیا نتیجہ برآمد ہوا؟

ج۔ حبشہ کے بادشاہ اور والیٔ مصر نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خطوط پر کس قسم کے جواب دیے؟

د۔ شاہِ ایران نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خط کو سن کر کیا رویہ اختیار کیا اور اُس کا کیا انجام ہوا؟

2- درست جواب پر " ✓ " کا نشان لگائیں۔

ا۔ ہرقل نے صورتحال معلوم کرنے کے لیے کس کو بلوایا؟

ا۔ ابوجہل　　ب۔ ابوسفیان　　ج۔ ابولہب

ب۔ قیصرِ روم جنگ کی فتح کا جشن منانے کہاں آیا ہوا تھا؟

ا۔ حبشہ　　ب۔ مکہ مکرمہ　　ج۔ بیت المقدس

ج۔ خسرو پرویز کے پاس حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا خط کون لے کر گئے؟

ا۔ حضرت عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ج۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

د۔ نجاشی کا انتقال کب ہوا؟

ا۔ 8 ہجری　　ب۔ 9 ہجری　　ج۔ 10 ہجری

ہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس کے ہاتھ والیٔ مصر کو دعوت نامہ بھیجا؟

ا۔ عبداللہ بن حذافہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ب۔ حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ　　ج۔ وحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

3- فرماں رواؤں کے ناموں کو ان کے ملک کے نام سے ملائیں۔

خسرو پرویز	حبشہ
مقوقس	ایران
نجاشی	روم
ہرقل	مصر

4- خالی جگہ پر کریں۔

ا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے عہدِ نبوت میں دو بڑی طاقتیں تھیں۔
ایک......... اور دوسری کسریٰ ایران۔

ب۔ قیصرِ روم کو مبارکباد دینے والے سردار مکہ کا نام......... تھا۔

ج۔ ہرقل نے......... سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں کئی سوالات کیے۔

د۔ خسرو پرویز کو اس کے بیٹے......... نے قتل کر کے تخت پر قبضہ کرلیا۔

5- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ ہرقل نے دحیہ کلبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں متعدد سوالات کیے۔		
ب۔ عہدِ نبوت میں ایران پر خسرو کے بیٹے شیرویہ کی حکمرانی تھی۔		
ج۔ حبش، عرب کا پڑوسی ملک ہے۔		
د۔ مقوقس کے بھیجے ہوئے خچر کا نام "دُلدُل" تھا۔		

عملی کام

☆ طلبہ دوست کے نام خط لکھیں جس میں اُسے معاشرتی برائیوں سے بچنے کی تلقین کریں۔

غزوۂ خیبر

عربی میں ''خیبر'' کا لفظ قلعہ کے معنی میں آتا ہے۔ مدینہ منورہ سے قریباً 320 کلومیٹر دور شمال کی جانب یہود کے بہت سے جنگی قلعے تھے۔ ان قلعوں کی نسبت سے اس علاقہ کو ''خیبر'' کہتے تھے۔ عرب بھر کے یہودی ان قلعوں میں آ کر جمع ہو گئے تھے۔ وہ اسلام سے دُشمنی رکھتے تھے۔ وہ ہر صورت میں اسلام کو نقصان پہنچانا چاہتے تھے۔ چنانچہ انھوں نے طے کیا کہ عرب کے دوسرے مشرک قبائل کو ساتھ ملا کر مدینہ منورہ پر چڑھائی کر کے اسلام کو ہمیشہ کے لیے دنیا سے ختم کر دیا جائے۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو ان کی سازشوں کا علم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے محرم سن 7 ہجری میں خود اُن کا قلع قمع کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور صلحِ حدیبیہ میں شامل صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو ہمراہ لے کر خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ چودہ سو صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم تھے، جن میں صرف تین سو سوار تھے۔ باقی سارا لشکر پیدل تھا۔ خیبر میں یہودیوں کے چھے مضبوط قلعے تھے جن میں اُن کے بیس ہزار جنگجو موجود تھے۔ عرب کا مشہور بہادر مرحب بھی یہیں موجود تھا۔ اس کے قلعے کا نام ''قموص'' تھا۔

یہودیوں کو مسلمانوں کی پیش قدمی کی خبر ہو چکی تھی۔ انھوں نے اپنا تمام جنگی سامان اور رسد کا ذخیرہ اپنے سب سے مضبوط قلعے ''ناعم'' میں جمع کر دیا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سب سے پہلے ناعم پر ہی قبضہ کیا۔

چھوٹے چھوٹے قلعوں کو فتح کر کے مسلمانوں نے قلعہ قموص کا محاصرہ کر لیا۔ اس پر کئی بہادر صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی کمان میں فوجیں دے کر حملہ کروایا گیا۔ مگر بیس دن تک کوئی کامیابی نہ ہو سکی۔ ایک دن حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

> ''کل میں ایک ایسے شخص کے ہاتھ جھنڈا دوں گا جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس سے محبت رکھتے ہیں۔''

تمام مسلمانوں کے دل میں شوق پیدا ہوا کہ دیکھیں وہ کون خوش نصیب ہے جسے کل علَم عطا ہوگا۔

دوسری صبح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو یاد فرمایا۔ بتایا گیا کہ اُن کی آنکھیں دُکھ رہی ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی حالت میں حاضر ہونے کا حکم دیا۔ جب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خدمتِ اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا لعابِ دہن اُن کی آنکھوں پر لگایا جس سے اُن کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہوگئیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علَم اُن کے سُپرد فرمایا۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے لشکر کے ساتھ قلعہ کے سامنے پہنچے۔ مرحب رجز پڑھتا ہوا مقابلے کے لیے آیا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے اس کا خاتمہ کر دیا اور قلعہ فتح ہوگیا۔

فتح خیبر کے اثرات

ا۔ فتح خیبر کے ساتھ ہی یہود کی شرارتوں کا ہمیشہ کے لیے خاتمہ ہوگیا۔

ب۔ یہود کی شکست سے دوسرے کفار بالعموم اور کفارِ مکہ بالخصوص ہمیشہ کے لیے مایوس ہوگئے۔

ج۔ اس طرح خیبر بھی اسلامی سلطنت کا حصہ بن گیا۔

د۔ فتح خیبر سے مسلمانوں کو بہت سا مالِ غنیمت حاصل ہوا اور یوں خوش حالی کا دور شروع ہوا۔

ہ۔ فتحِ خیبر ہی فتح مکہ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اُس سے اگلے برس ہی مسلمانوں نے مکہ مکرمہ فتح کرلیا۔

و۔ خیبر کی فتح سے شام کی طرف سے کسی ناگہانی حملے کا خطرہ باقی نہ رہا۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جوابات تحریر کریں۔

ا۔ غزوۂ خیبر کا پس منظر کیا تھا؟

ب۔ فتحِ خیبر کے اثرات کیا تھے؟

ج۔ خیبر میں یہود کتنی تعداد میں جمع تھے؟

د۔ قلعۂ قموص کس کے ہاتھوں فتح ہوا؟

ہ۔ قلعۂ قموص کے سردار کا کیا نام تھا؟

2- درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ خیبر کے کیا معنی ہیں؟

ا۔ پہاڑ ب۔ قلعہ ج۔ وادی

ب۔ خیبر پر حملے کی تیاری کب شروع ہوئی؟

ا۔ 4 ہجری ب۔ 5 ہجری ج۔ 7 ہجری

ج۔ غزوۂ خیبر میں شریک مجاہدین کی تعداد کتنی تھی؟

ا۔ چودہ سو ب۔ سولہ سو ج۔ سترہ سو

د۔ فتحِ خیبر کس فتح کا پیش خیمہ ثابت ہوئی؟

ا۔ فتحِ مکہ ب۔ فتحِ روم ج۔ فتحِ خندق

ہ۔ خیبر کے قلعوں کی کل تعداد کتنی تھی؟

ا۔ پانچ ب۔ چھے ج۔ آٹھ

3۔ خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ عربی میں خیبر کا لفظ ۔۔۔۔۔۔۔۔ کے معنی میں آتا ہے۔

ب۔ خیبر میں یہودیوں کے ۔۔۔۔۔۔۔ مضبوط قلعے تھے۔

ج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تلوار کے ایک ہی وار سے ۔۔۔۔۔۔۔ کا خاتمہ کر دیا۔

د۔ فتحِ خیبر ہی فتح ۔۔۔۔۔۔ کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔

ہ۔ فتحِ خیبر سے مسلمانوں کو بہت سا ۔۔۔۔۔۔ حاصل ہوا۔

4۔ درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ عربی میں خیبر کا لفظ میدان کے معنی میں آتا ہے۔		
ب۔ خیبر میں یہودیوں کے چھے مضبوط قلعے تھے۔		
ج۔ فتحِ خیبر کے بعد یہودیوں کی شرارتوں کا آغاز ہوا۔		
د۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے سب سے پہلے قلعہ خیبر پر قبضہ کیا۔		
ہ۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنا لعاب حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھوں پر لگایا۔ تو آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی آنکھیں فوراً ٹھیک ہوگئیں۔		

عملی کام

○ طلبہ غزوۂ خیبر کے واقعات سیرت کی کسی کتاب سے پڑھیں اور اپنے ساتھیوں کو سنائیں۔

باب چہارم

اخلاق و آداب

طہارت اور پاکیزگی

طہارت و پاکیزگی کا مفہوم:

پاکیزگی کو عربی زبان میں ''طہارۃ'' کہتے ہیں۔ طہارت محض صفائی ہی نہیں بلکہ اِس سے مراد جسم، جان، لباس اور ماحول کی پاکیزگی ہے۔ طہارت مسلمانوں کی زندگی میں بے حد اہم ہے۔ عبادت کے لیے طہارت ضروری ہے۔ اسلام میں زندگی گزارنے کے راہنما اصول بتائے گئے ہیں۔ اِن اصولوں میں طہارت اور پاکیزگی کو اہم درجہ دیا گیا ہے۔

ارشادِ ربانی ہے:

''وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ''

ترجمہ: اور آپ (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) اپنے کپڑوں کو پاک رکھیے۔

(سورۃ المدثر، آیت: 4)

اللہ تعالیٰ نے طہارت و پاکیزگی کا اہتمام کرنے والوں کے بارے میں فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یُحِبُّ التَّوَّابِیْنَ وَ یُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِیْنَ (سورۃ البقرہ، آیت:222)

ترجمہ: کچھ شک نہیں کہ خدا توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم طہارت کا بہت اہتمام فرماتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی اُمت کو بھی طہارت کا اہتمام کرنے کی تاکید فرمائی ہے یہاں تک کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے طہارت کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے:

"اَلطُّهُوْرُ شَطْرُ الْاِيْمَانِ" ترجمہ: پاکیزگی (صفائی) ایمان کا حصہ ہے

گویا دینِ اسلام کی بنیاد ہی پاکیزگی اور طہارت ہے۔

طہارت اور پاکیزگی کی اہمیت

انسان فطری طور پر صفائی کو پسند کرنے والا اور گندگی سے نفرت کرنے والا ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ظاہری اور باطنی دونوں طرح کی پاکیزگی کا بہترین نمونہ تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا لباس اگرچہ عام اور سادہ ہوتا مگر پاک اور صاف ہوتا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کھانا کھانے سے پہلے اور کھانے کے بعد ہاتھ دھوتے اور کلی کرتے۔ جب غسل فرماتے تو سر اور ڈاڑھی کے بالوں کو کنگھی کرکے اُن کو اچھی طرح سنوارتے۔ سر میں تیل اور خوشبو لگاتے۔ اگر کسی شخص کے سر اور ڈاڑھی کے بال بکھرے ہوئے دیکھتے تو ایسے شخص کو اپنی حالت درست کرنے کا حکم دیتے۔ ناخنوں کو تراش کر رکھتے، مسواک کا اہتمام فرماتے۔ ہر نماز کے موقع پر تازہ وضو فرماتے۔ وضو کے وقت مسواک ضرور کرتے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو بھی صاف ستھرا رہنے کی تعلیم فرمائی۔ لوگوں کو تاکید کی کہ وہ کچا پیاز یا لہسن کھا کر مسجد میں اس حال میں نہ آئیں کہ اُن کے منہ سے بدبو آ رہی ہو جس سے دوسرے لوگ کراہت محسوس کریں۔

بدّو لوگ اکثر پانی کی کمی کی وجہ سے کئی کئی دن غسل نہ کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اُن کو ہدایت فرمائی کہ کم از کم جمعہ کے روز غسل کر کے مسجد میں آئیں تاکہ دوسرے لوگ ان کے پسینے کی بدبو سے پریشان نہ ہوں۔

اسلام میں طہارت اور پاکیزگی کی بڑی اہمیت ہے جو شخص اپنا بدن اور لباس پاک صاف رکھتا ہے، اُس کے خیالات اور عقائد بھی پاک صاف ہو جاتے ہیں۔ پاک صاف انسان اپنے آپ کو بُری عادات مثلاً غیبت، جھوٹ، فضول خرچی، حسد، کینہ اور بے حیائی وغیرہ سے بچاتا ہے۔ اِسے اعمال کی طہارت کہتے ہیں۔ طہارت سے انسان پاک صاف اور خوش وخرم رہتا ہے۔ اُس کی سوچ پاکیزہ اور عمل نیک ہوتا ہے۔ اُس کی عبادت مقبول اور دُعائیں پوری ہوتی ہیں۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ طہارت قربتِ الٰہی کی کنجی ہے۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں۔

ا۔ طہارت سے کیا مراد ہے؟

ب۔ صفائی اور پاکیزگی کی اہمیت قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا ہے؟ واضح کریں۔

ج۔ پاک صاف رہنے سے ہمارے کردار میں کیا تبدیلیاں آتی ہیں؟

2- درست جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے بدّو لوگوں کو کس دن نہانے کی تاکید کی؟

ا۔ جمعرات ب۔ جمعہ ج۔ ہفتہ

ب۔ ذہنی طور پر پاک صاف انسان کیا پسند کرتا ہے؟

ا۔ گندا ماحول ب۔ صاف ستھرا ماحول ج۔ دونوں درست

ج۔ ماحول کی صفائی اور پاکیزگی کا انسان پر کیا اثر پڑتا ہے؟

ا۔ سکون ملتا ہے ب۔ تکلیف پہنچتی ہے ج۔ کچھ بھی نہیں

د۔ اپنے آپ کو بُری عادتوں سے بچانا کس طرح کی طہارت ہے؟

ا۔ زبانی طہارت ب۔ عملی طہارت ج۔ دونوں طرح کی طہارت

3- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ عربی زبان میں صفائی اور پاکیزگی کے لیے .... کا لفظ استعمال ہوا ہے۔

ب۔ صفائی اور پاکیزگی سے مراد .... کی پاکیزگی ہے۔

ج۔ اللہ تعالیٰ پاک صاف رہنے والوں کو .... رکھتا ہے۔

د۔ پاکیزگی ایمان کا .... ہے۔

ہ۔ اپنے آپ کو بُری عادتوں سے بچانا .... ہے۔

4- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ اسلام ایک کامل دین ہے۔		
ب۔ طہارت قربتِ الٰہی کی کنجی ہے۔		
ج۔ پاکیزگی مکمل ایمان ہے۔		
د۔ پاک صاف انسان گندے ماحول کو پسند کرتا ہے۔		
ہ۔ انسان فطری طور پر گندگی سے نفرت کرنے والا ہے۔		

عملی کام

○ طلبہ کے درمیان ماحول کی آلودگی اور صفائی کی اہمیت پر تقریری مقابلہ کرائیں۔

صداقت

صداقت سے مراد "سچائی یا راست بازی" ہے۔ یعنی ایسی بات کہنا جسے کوئی جھٹلا نہ سکے۔ سچا قول و فعل اور درست عمل عین صداقت ہے۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں کبھی جھوٹ نہیں بولا۔ اسی لیے مکہ مکرمہ والے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو "الصادق" یعنی سچ بولنے والا کہہ کر پکارتے تھے۔ صادق وہ شخص ہے جو اپنی گفتگو میں سچائی سے کام لے، غلط بیانی نہ کرے اور اپنی ذمہ داریاں ایمان داری سے نبھائے۔

تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کردار میں صداقت بنیادی خوبی تھی۔ انھوں نے اپنے پیروکاروں کو ہمیشہ سچائی اور صداقت کا درس دیا۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ظالم اور جابر بادشاہوں کے سامنے کڑی مشکلات کے باوجود ہمیشہ سچ بول کر کلمۂ حق بلند کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک دن کوہِ صفا پر کھڑے ہو کر قریش کو پکارا۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر تمام لوگ جمع ہو گئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پوچھا: اے اہلِ قریش! اگر میں یہ کہوں کہ اس پہاڑی کے پیچھے ایک زبردست لشکر تم پر حملہ کرنے کو تیار کھڑا ہے تو کیا تم میری بات کا یقین کرو گے؟

سب لوگوں نے بیک زبان کہا: اگرچہ ہم دیکھ رہے ہیں کہ کوئی ایسا لشکر پہاڑی کے پیچھے نہیں ہے، مگر پھر بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بات کا یقین کریں گے۔ کیوں کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کبھی جھوٹ نہیں بولا۔" ایک دفعہ ایک شخص حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم! میرے اندر چار بری عادتیں ہیں۔ میں شراب پیتا ہوں، چوری کرتا ہوں، بدکار ہوں اور جھوٹ بھی بولتا ہوں۔ میں ان کو ایک ساتھ نہیں چھوڑ سکتا۔ ایک ایک کر کے چھوڑ سکتا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمائیں کہ پہلے کون سی عادت کو ترک کروں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: بس جھوٹ بولنا چھوڑ دو اور جب اس پر پختہ ہو جاؤ تو مجھے آ کر بتا دینا۔

وہ شخص کچھ عرصہ بعد آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا اور عرض کی:

یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میری ساری بُری عادتیں ایک ساتھ ہی چھوٹ گئی ہیں۔ اُس نے تفصیل بتائی کہ میں نے چوری کا ارادہ کیا، شراب پینے اور بدکاری کا سوچا، مگر میں ان سب باتوں سے اس لیے بچ گیا کہ جب مجھے خیال آیا کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجھ سے ان کے بارے میں پوچھیں گے تو مجھے سچ بتانا پڑے گا اور اس طرح مجھے دوسروں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ پہلے میں جھوٹ بول کر اپنے عیب چھپا لیتا تھا۔ اب غلط کام کر کے شرمندہ ہونا پڑے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اُس کی صاف گوئی پر بہت خوش ہوئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے:

ترجمہ: ”سچ نجات دیتا ہے جبکہ جھوٹ ہلاک کرتا ہے“

صداقت کی اہمیت اور فضیلت

صداقت بہترین صفت ہے اور مومن کی پہچان ہے۔ سچ بولنے سے انسان طرح طرح کی برائیوں، پریشانیوں اور بُری عادات سے بچا رہتا ہے۔

قرآنِ پاک میں سچ بولنے والوں کے بارے میں ارشادِ ربانی ہے:

وَكُونُوا مَعَ الصّٰدِقِينَ

اور سچے لوگوں کے ساتھ ہو جاؤ۔

(سورۃ التوبہ: 119)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے ”مومن نہ تو جھوٹ بولتا ہے اور نہ امانت میں خیانت کرتا ہے۔“ لہٰذا جو معاشرہ صادق ہوگا وہ پُر امن اور کامیاب ہوگا۔

صداقت اللہ تعالیٰ کی صفت ہے اور انسان صداقت کو بطورِ عبادت اپنا کر اللہ تعالیٰ کی صفات پر عمل کرتا ہے۔

صداقت کی اقسام

سچائی کی تین بڑی قسمیں درج ذیل ہیں۔

(ا) زبان کی صداقت

یہ صداقت کی عام اور مشہور قسم ہے، جس کی پابندی ہر مسلمان کا فرض ہے۔ مسلمان کبھی جھوٹ بول کر اپنی زبان کو آلودہ نہیں کرتا۔ وعدہ پورا کرنا اور قول واقرار کا نبھانا بھی اسی قسم میں شامل ہے۔

(ب) دل کی صداقت

دل کی صداقت یہ ہے کہ جو انسان کی زبان پر ہو وہی دل میں ہو۔ گویا انسان کا دل اور دماغ زبان کی صداقت پر عمل پیرا ہوں اور اُس کے قول وفعل کی تصدیق اُس کا دل بھی کرتا ہو۔

(ج) صداقت عمل

صداقت عمل سے مراد عمل کی وہ سچائی ہے کہ انسان زندگی میں جو کرے محض اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کی خاطر کرے۔ اُس میں دکھاوا اور نمود ونمائش ہرگز شامل نہ ہو۔

صحیح اور سچا مسلمان وہی ہے جو زبان، دل اور دماغ کی مکمل ہم آہنگی سے اپنے عمل کی صداقت کا اظہار کرتا ہے۔

ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کسی شخص نے مومن کے متعلق پوچھا

> أَيَكُونُ الْمُؤْمِنُ كَذَّابًا؟
>
> ترجمہ: کیا مومن جھوٹا ہوسکتا ہے؟
>
> تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: "لا" نہیں۔

پس ہمیں چاہئے کہ ہم روزمرہ زندگی میں یہ جائزہ لیں کہ ہم کتنے صادق ہیں اور کس حد تک سچ پر ثابت قدم رہتے ہیں۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں۔

ا۔ صداقت کا مفہوم کیا ہے؟

ب۔ صداقت کی فضیلت و اہمیت قرآن و حدیث میں کیا بیان ہوئی ہے؟

ج۔ صداقت کی اقسام کون سی ہیں؟

2- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ صداقت کا مطلب کیا ہے؟

ا۔ سچائی ب۔ نیکی ج۔ ہمدردی

ب۔ مومن کے اندر خیانت کے علاوہ اور کون سی بری عادت جمع نہیں ہو سکتی۔

ا۔ ظلم ب۔ جھوٹ ج۔ وعدہ خلافی

ج۔ صداقت کا اعتراف کرنا کیا ہے؟

ا۔ حماقت ب۔ ایمان ج۔ بزدلی

د۔ صادق اور امین کن کے القاب تھے؟

ا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ب۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ج۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہ۔ نیکی انسان کو کہاں لے جاتی ہے؟

ا۔ جنت ب۔ برزخ ج۔ دوزخ

3- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے زندگی میں ہمیشہ سچ بولا۔		

ب۔ اللہ تعالیٰ نے جتنے بھی انبیاء کرام علیہم السلام بھیجے ہیں، ان کے کردار میں سچائی بنیادی خوبی تھی۔

ج۔ انسان زندگی میں جو بھی عمل کرے محض لوگوں کی رضا کی خاطر کرے۔

د۔ اسلام ایک مکمل دین ہے۔

ہ۔ صداقت عمل کا مطلب ہے جو بات انسان کی زبان پر ہو وہی اس کے دل میں ہو۔

4۔ خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ صداقت کے معنی ۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے ہیں۔

ب۔ تمام انبیاء کرام علیہم السلام کے کردار میں ۔۔۔۔۔۔۔۔ بنیادی خوبی تھی۔

ج۔ سچ نجات دیتا ہے اور ۔۔۔۔۔۔۔ ہلاک کرتا ہے۔

د۔ صداقت ۔۔۔۔۔۔۔۔ کی پہچان ہے۔

عملی کام

- طلبہ سچ کے حوالے سے کوئی واقعہ سنائیں۔

امانت

امانت کا مفہوم

امانت کا مطلب ہے کہ اگر کوئی چیز کسی کے پاس رکھی گئی ہو تو وہ اُس چیز کو واپس مانگنے پر امانت رکھوانے والے کو اصل حالت میں وعدے کے مطابق واپس کردے۔ امانت رکھنے والا امانت کی حفاظت اور واپسی کا پابند ہوتا ہے۔ اگر امانت میں کوئی کمی بیشی کی جائے یا واپس کرنے میں دیر کی جائے تو یہ خیانت ہے اور امانت داری کی بجائے بددیانتی ہے۔

امانت کے متعلق قرآن پاک میں فرمایا گیا ہے۔

فَلْيُؤَدِّ الَّذِى اؤْتُمِنَ اَمَانَتَهٗ (سورۃ البقرۃ: 283)

ترجمہ: توامانت دار کو چاہیے کہ صاحب امانت کی امانت کو واپس کردے۔

روزمرہ کے لین دین، کاروبار، ناپ تول وغیرہ بھی امانت کے دائرہ کار میں آتے ہیں۔ ملازموں کا ذمہ داری سے فرائض ادا کرنا اور اعتماد پر پورا اُترنا بھی امانت داری کی ایک صورت ہے۔ مزدور اپنی طے شدہ اُجرت کے بدلے پورا کام کرکے حق امانت ادا کرتے ہیں۔ کام چور لوگ جو اپنے فرائض میں کوتاہی کرتے ہیں خائن اور بددیانت کہلاتے ہیں۔ یقیناً وہ ذمہ داریاں جو معاشرے کی طرف سے ہم سب پر عائد ہوتی ہیں اُن کو امانت داری سے سرانجام دینا بھی امانت ہے۔

ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

"اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَهْلِهَا" (سورۃ النساء: 58)

ترجمہ: "خدا تم کو حکم دیتا ہے کہ امانت والوں کی امانتیں اُن کے حوالے کردیا کرو۔"

امانت کی حفاظت کرنا تمام انبیاء علیہم السلام کی صفت رہی ہے۔ انبیائے کرام علیہم السلام لوگوں کی امانتیں ہمیشہ اُن کو بحفاظت واپس کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سونپی گئی ذمہ داریوں کو بھی انبیائے کرام علیہم السلام نے امانت سمجھ کر ہمیشہ احسن طریقے سے پورا کیا۔ کٹھن حالات میں بھی وہ ثابت قدمی سے اپنی قوموں اور قبیلوں کو حق کی راہ دکھاتے رہے اور اس طرح ہمیشہ کے لئے صادق و امین کہلائے۔

حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اعلانِ نبوّت سے قبل اپنے شہر مکہ مکرمہ میں ''الصادق'' یعنی سچا اور ''الامین'' یعنی امانت دار کے القاب سے مشہور تھے۔ ہجرت کی رات آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے کفارِ مکہ کی ساری امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کر کے تاکید فرمائی کہ ان امانتوں کو ان کے مالکوں کو لوٹا کر مدینے چلے آنا۔ حالانکہ یہ امانتیں اُن مشرکین مکہ کی تھیں جو کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جانی دشمن تھے۔

امانت کی اہمیت اور فضیلت

اسلام میں امانت کو مومن کے کردار کا بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا ارشاد ہے:

ترجمہ: جس میں امانت داری کا وصف نہیں اُس کا ایمان (میں سے کوئی حصہ) نہیں۔

امانت کی حفاظت کرنا اور مالک کو واپس کرنا ایمان کی نشانی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مومنوں کی ایک صفت یہ بیان فرمائی ہے کہ وہ لوگ اپنی امانتوں اور اپنے عہد کی حفاظت کرتے ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ''مشورہ'' کو بھی امانت قرار دیا ہے۔ جب کسی سے مشورہ مانگا جائے تو اُس کا فرض ہے کہ وہ صحیح مشورہ دے اور مشورہ طلب کرنے والے کے راز کو ظاہر نہ کرے۔ کسی مجلس میں رازداری کی جو بات کہی یا سنی جائے اُسے ہر کسی کو بتانا آدابِ امانت کے خلاف ہے۔ جن لوگوں کو قومی ذمہ داریاں سونپی جاتی ہیں، اُن کا فرض ہے کہ وہ قومی رازوں کی مکمل حفاظت کریں۔ ایسی بات ظاہر نہ کریں جس سے ملک و ملت کے نقصان کا اندیشہ ہو۔

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُسوہ کے مطابق عمل کریں اور سبھی کاموں میں امانت اور دیانت کا ثبوت دیں۔

مشق

1- درج ذیل کے جواب تحریر کریں۔

ا۔ امانت کا مفہوم بیان کریں۔

ب۔ امانت کی اہمیت قرآن و حدیث کے حوالہ سے واضح کریں۔

ج۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''بحیثیت امین'' کے عنوان پر نوٹ تحریر کریں۔

د۔ منافق کی نشانیاں بیان کریں۔

2- مختصر جواب لکھیے۔

ا۔ امانت کی تعریف کریں۔

ب۔ انبیاء کرام علیہم السلام نے امین ہونے کا حق کیسے ادا کیا؟

ج۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس شہر میں ''الصادق'' اور ''الامین'' کے القاب سے مشہور تھے؟

د۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کی رات کفار مکہ کی امانتیں کس کے سپرد فرمائیں؟

ہ۔ منافق کی نشانیوں میں سے ایک نشانی بیان کریں۔

3- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کی امانتیں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کب فرمائیں؟

ا۔ واقعہ معراج ب۔ نزول وحی ج۔ ہجرت

ب۔ امانت کو کس کے کردار کا بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے؟

ا۔ منافق ب۔ مومن ج۔ کافر

ج۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کس چیز کو امانت قرار دیا؟

ا۔ تجارت ب۔ مال ج۔ مشورہ

د۔ ملکیت کی حفاظت کس سے ہوتی ہے؟

ا۔ امانت　　ب۔ صداقت　　ج۔ احسان

4- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے ✗ کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ کام چور اور اپنے فرائض میں کوتاہی کرنے والے لوگ امانت دار نہیں ہوتے ہیں۔		
ب۔ جس شخص میں امانت کا وصف نہیں اس کا ایمان بھی قابلِ اعتبار نہیں۔		
ج۔ اسلام میں امانت کا مفہوم بہت محدود ہے۔		
د۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مشورہ کو احسان قرار دیا ہے۔		
ہ۔ کسی سے مشورہ مانگا جائے تو اس کا فرض ہے کہ وہ صحیح مشورہ دے۔		

5- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ امانت میں کمی بیشی .... ہے۔ ب۔ امانت تمام انبیائے کرام علیہم السلام .... رہی ہے۔

ج۔ ہجرت کی رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کفار مکہ کی ساری امانتیں ...... کے سپرد کیں۔

د۔ اسلام میں امانت کو .... کے کردار کا بنیادی جزو قرار دیا گیا ہے۔

ہ۔ امانت کی حفاظت کرنا .... کی نشانی ہے۔

عملی کام

○ طلبہ امانت سے متعلق کوئی واقعہ یا کہانی اپنے ساتھیوں کو سنائیں۔

احسان

مفہوم

احسان کا مطلب کسی کے ساتھ نیکی کرنا، اچھا سلوک کرنا، بھلائی اور مہربانی کا برتاؤ کرنا ہے یعنی ماں باپ، بہن بھائی، یتیموں، محتاجوں، رشتہ داروں، ہمسائیوں اور مسافروں وغیرہ سے اچھا سلوک کرنا احسان ہے۔ اسلام میں ایمان کے بعد دوسروں کے ساتھ اچھا سلوک کرنے کی تاکید کی گئی ہے۔ دراصل احسان حقوق اللہ اور حقوق العباد کو نہایت احسن انداز میں ادا کرنے کا ذریعہ ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کو دل و جان سے قبول کرنے اور اُن کو پورا کرنے کے لیے بھرپور کوشش کرنا احسان ہے بلکہ بھلائی کا ہر عمل احسان ہے۔

احسان کی اہمیت اور احادیث

اسلام میں دوسروں کے ساتھ بھلائی اور مہربانی کا برتاؤ روا رکھنے کی تاکید کی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ بھی احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

قُرآن پاک میں احسان کے بارے میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے کہ:

وَاَحْسِنُوْا ۚ اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ الْمُحْسِنِيْنَ (سورۃ البقرہ:195)

''اور احسان کرو، بے شک اللہ احسان کرنے والوں سے محبت کرتا ہے۔''

احسان کرنے والوں کو نہ صرف اس دنیا میں عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے بلکہ مرنے کے بعد بھی ایسے لوگوں کو اچھے نام سے یاد رکھا جاتا ہے۔

احسان صرف نیکی اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی خاطر کیا جانا چاہیے۔ احسان کر کے اسے جتانا اور اس کے بارے میں زیادہ زور دینا اسے ضائع کرنا ہے۔ احسان کرتے ہوئے کسی قسم کا لالچ یا دنیاوی غرض انسان کے سامنے نہ ہونی چاہیے۔

اسلام میں دوسروں کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا گیا ہے یہاں تک کہ جو تعلق توڑ دیں اُن سے بھی اچھا سلوک کرنے کی تعلیم دی گئی ہے۔ انسانوں کے ساتھ ساتھ اسلام نے جانوروں کے ساتھ بھی حسن سلوک کا حکم دیا ہے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے ہر شے پر احسان کرنا فرض کیا ہے۔ اگر تم کسی حلال جانور کو ذبح کرنا چاہو تو بھی اچھائی اور خوبی کے ساتھ ذبح کرو۔

پس ہمیں چاہیے کہ جب بھی دوسروں کے ساتھ احسان کا موقع ملے تو لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہمیشہ پہل کریں تاکہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہم سے راضی ہوں۔

مشق

1- درج ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں۔

ا۔ احسان سے کیا مراد ہے؟ قرآن مجید اور احادیث نبوی سے وضاحت کریں۔

ب۔ احسان کس طریقہ سے کیا جا سکتا ہے؟

ج۔ احسان کی اہمیت و افادیت کیا ہے؟

د۔ احسان کو ضائع ہونے سے کیسے بچایا جا سکتا ہے؟

2- کالم "الف" میں دیے گئے جملوں کو کالم "ب" سے اس طرح ملائیں کہ جملے مکمل بن جائیں۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ اسلام لوگوں کے ساتھ	کو حقیقی سکون اور مسرت حاصل ہوتی ہے۔
ب۔ کسی کی غلطی کو معاف کر دینا	اور بھائی چارے کی فضا پروان چڑھتی ہے۔
ج۔ احسان کرنے سے آپس میں محبت	احسان کے دائرے میں آتا ہے۔
د۔ احسان کا معاملہ کرنے سے آدمی	احسان کا حکم دیتا ہے۔

3- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگایئے:

	درست	غلط
ا۔ اپنی ذمہ داریوں کو سچائی اور ایمانداری سے نبھانا بھی احسان ہے۔		
ب۔ زندگی کا ہر قدم پر تقاضا ہے کہ ہم اللہ تعالیٰ کے بندوں کے ساتھ ہمیشہ احسان کرتے رہیں۔		
ج۔ احسان کے لغوی معنی راست بازی کے ہیں۔		
د۔ احسان کرنے والوں کو صرف دُنیا میں یاد رکھا جاتا ہے۔		
ہ۔ احسان صرف نیکی کے جذبے کی خاطر نہ کیا جائے۔		

4- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ احسان کا مطلب کسی سے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کا برتاؤ کرنا ہے۔

ب۔ اللہ تعالیٰ ۔۔۔۔۔۔۔ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔

ج۔ احسان کر کے اُسے ۔۔۔۔۔۔۔ ضائع کرنا ہے۔

د۔ اسلام نے ۔۔۔۔۔۔۔ کے ساتھ بھی حُسنِ سلوک کا حکم دیا ہے۔

ہ۔ لوگوں کے ساتھ بھلائی کرنے میں ہمیشہ ۔۔۔۔۔۔۔ کرنے کی کوشش کریں۔

عملی کام

- طلبہ نیکی کے کاموں کی فہرست بنائیں اور ان کاموں پر دائرہ بنائیں جو انہوں نے کیے ہیں۔
- احسان سے متعلق کسی واقعہ کو چارٹ کی صورت میں کمرہ جماعت میں پیش کریں۔

ملک و ملت کے لیے ایثار کا جذبہ

ایثار کے معنی اپنی ضرورت پر کسی دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا ہے۔ دوسروں کی ضرورت کے لیے اپنی ضرورت کو قربان کر دینا۔ مثلاً خود بھوکا رہ کر دوسروں کو کھلانا، خود تکلیف برداشت کرنا اور دوسروں کو آرام پہنچانا ایثار ہے۔

اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے نزدیک ایثار کرنے والوں کی بے پناہ قدر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسے بندوں کے بارے میں فرمایا ہے۔

''وَيُؤْثِرُونَ عَلَىٰ أَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَةٌ'' (سورۃ الحشر آیت: 9)

ترجمہ: ''اور وہ اپنی ذات پر دوسروں کو ترجیح دیتے ہیں اگرچہ وہ خود حاجت مند ہوں''

عہدِ نبوی میں ملک و ملت کے لیے ایثار

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے غزوۂ تبوک کے لیے صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے چندہ طلب فرمایا۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار دیے۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے گھر کا آدھا سامان لے آئے۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے گھر کا سارا سامان حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں پیش کر دیا۔

حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس دینے کو کچھ نہ تھا۔ وہ ایک یہودی کے پاس گئے۔ ساری رات اُس کے باغ کو پانی دیا۔ صبح معاوضے میں یہودی نے کچھ کھجوریں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دیں۔ وہ ساری کھجوریں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں لے آئے اور سارا واقعہ سنایا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے آپؓ کے جذبۂ ایثار کی بڑی تعریف فرمائی۔

مسلمان مکہ مکرمہ سے خالی ہاتھ صرف جان اور ایمان بچا کر مدینہ منورہ میں آئے تھے۔ ان کا کوئی

گھر تھا اور نہ ٹھکانہ۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے انصار کو جمع فرما کر ایک مہاجر ایک انصار کے حوالے کر کے فرمایا کہ یہ تمھارا بھائی ہے۔ انصار ان مہاجرین کی مدد اور دل جوئی اُس وقت تک کرتے رہے جب تک وہ خود سنبھل نہ گئے۔ دنیا میں اخوت اور ایثار کا یہ بے مثال واقعہ ہے جس کے ذریعے مہاجرین کی بحالی عمل میں لائی گئی۔ یہ تمام مثالیں ہمارے لیے مشعلِ راہ ہیں۔

ہر شخص کو اپنے وطن اور اہلِ وطن سے محبت ہوتی ہے۔ کوئی ملک اس وقت تک ترقی نہیں کر سکتا جب تک اُس کے باشندوں کے دلوں میں اُس کے لیے ایثار و محبت کا جذبہ نہ ہو۔ پاکستانی قوم کے دلوں میں اپنے وطن سے محبت کا بے پناہ جذبہ ہے۔ قیامِ پاکستان کے وقت بھارت سے آنے والے خالی ہاتھ مہاجرین کے ساتھ یہاں کے لوگوں نے جس جذبۂ ایثار اور اخلاص کا مظاہرہ کیا اُس سے "انصارِ مدینہ" کی یاد تازہ ہو گئی۔ 1965ء اور 1971ء کی پاک بھارت جنگوں میں پاکستانیوں نے اپنے بے گھر ہونے والے ہم وطنوں کے لیے دل کھول کر ایثار کیا اور دفاعِ وطن کے فنڈ میں بڑھ چڑھ کر حصہ ڈالا۔ اسی طرح 2005ء کے تباہ کن زلزلے میں پاکستانیوں نے زلزلہ زدگان کے لیے بے پناہ ایثار کا مظاہرہ کیا۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں۔

ا- ایثار سے کیا مراد ہے؟ کوئی واقعہ تحریر کریں۔

ب- قرآن پاک کی روشنی میں ایثار کی اہمیت کیا ہے؟

ج- ہم اپنے ملک و ملت کے لیے کس طرح ایثار کا مظاہرہ کر سکتے ہیں؟

2- مختصر جواب لکھیں۔

ا- کس صحابیؓ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کھجوروں کا چندہ پیش کیا؟

ب- حضرت ابو بکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے موقع پر کس قدر چندہ دیا؟

ج- 1965ء کی پاک بھارت جنگ میں اہلِ وطن نے کس طرح ایثار کا مظاہرہ کیا؟

3- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ ایثار کا مطلب ہے

ا۔ صرف اپنی ضرورت کو ترجیح دینا ب۔ اپنی ضرورت پر دوسرے کی ضرورت کو ترجیح دینا ج۔ دوسروں کو ترجیح نہ دینا

ب۔ غزوۂ تبوک کے موقع پر کس صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نو سو اونٹ، سو گھوڑے اور ایک ہزار دینار چندہ میں دیے؟

ا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ب۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ج۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ج۔ مسلمان کس علاقہ سے خالی ہاتھ صرف جان اور ایمان بچا کر مدینہ منورہ آئے تھے؟

ا۔ مکہ مکرمہ ب۔ طائف ج۔ شام

4- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے لیے صحابہ کرامؓ سے چندہ طلب فرمایا۔

ب۔ حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے باغ کو پانی دیا۔

ج۔ ہر شخص کو اپنے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ محبت ہوتی ہے۔

د۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ کے جذبہ کی تعریف فرمائی۔

5- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ ایثار کے معنی ہیں اپنی ضرورت پر کسی دوسرے کی ضرورت کو ترجیح نہ دینا۔		
ب۔ حضرت عقیل انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خود بھوکا رہ کر میزبانی کا حق ادا کیا۔		
ج۔ پاکستانی قوم ایک سچی اور اچھی قوم ہے۔		
د۔ ہم پاکستانی ہر حال میں ایک دوسرے کے خیر خواہ ہیں۔		

عملی کام

○ ملک و قوم کے لیے جذبہ ایثار کے موضوع پر ایک تقریر تیار کریں اور کسی تقریری مقابلے میں حصہ لیں۔

حقوق العباد

مفہوم

روزمرہ زندگی میں ہمارا سب سے قریبی تعلق والدین، بیوی، بچوں، بہن، بھائیوں، پڑوسیوں، اساتذہ اور دوستوں سے ہوتا ہے۔ یہ سب لوگ ہمارے اچھے رویے کے حق دار ہیں۔ سب انسانوں سے اچھے سلوک اور ہمدردی کے رویے کی بے حد اہمیت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کے حقوق مقرر ہیں۔ جنہیں حقوق العباد یعنی بندوں کے حقوق کہا جاتا ہے۔ ان حقوق کی ادائیگی ہم سب پر فرض ہے۔ ایک دوسرے کے حقوق بجا طور پر ادا کرنے سے ہی اچھا معاشرہ بنتا ہے۔

انسان پر اللہ تعالیٰ نے دو طرح کی ذمہ داریاں عاید کی ہیں جن کا ادا کرنا بے حد ضروری ہے۔

اوّل: عبادت الٰہی بندگی اور شکر گذاری دوم: انسانوں کی خدمت اور ہمدردی

پہلے فرائض کو ''حقوق اللہ'' یعنی اللہ کے حقوق اور دوسرے کو ''حقوق العباد'' یعنی بندوں کے حقوق کہتے ہیں۔ حقوق العباد میں قریبی تعلق دار یعنی والدین' اولاد' اساتذہ اور پڑوسی وغیرہ بھی شامل ہیں۔ کیونکہ عام زندگی میں پہلا تعلق انھی سے وابستہ ہوتا ہے۔ اس لیے ان کے حقوق کا بیان اس باب میں شامل کیا گیا ہے جو کہ درج ذیل ہے:

(1) والدین کے حقوق

انسانوں کے قریبی تعلقات میں سب سے اہم اور قریبی تعلق والدین اور اولاد کا ہے۔ والدین اپنی تمام تر توانائیاں اور صلاحیتیں اولاد کی پرورش، ترقی، خوشحالی اور اچھی تربیت کے لیے صرف کرتے ہیں۔ اولاد کے آرام کے لیے دن رات مشقت کرتے ہیں اور ان کی دیکھ بھال اور ترقی کے لیے کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ اس لیے وہ اس بات کے مستحق ہیں کہ ان سے بھی ویسا ہی اچھا سلوک کیا جائے جیسا کہ انہوں نے اپنی اولاد کو پالنے میں اس وقت کیا جب وہ چھوٹے تھے۔ والدین کے اولاد پر حقوق کے سلسلے میں اللہ تعالیٰ نے واضح ہدایات دی ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے لیے ''احسان'' کا لفظ استعمال فرمایا ہے۔

وَ بِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا (سورۃ بنی اسرائیل: 23)

اور ماں باپ کے ساتھ احسان کرو۔

یہاں ''احسان'' کا مطلب ہے کہ ہم اُن کے حقوق سے بڑھ کر اُن کا خیال کریں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے والدین کے ادب واحترام اور اُن کے ساتھ اچھے برتاؤ کی بہت تاکید فرمائی ہے اور سب سے زیادہ حسنِ سلوک کا مستحق ماں کو قرار دیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ماں کے بارے میں فرمایا:

''اَلۡجَنَّةُ تَحۡتَ اَقۡدَامِ الۡاُمَّهَاتِ'' ترجمہ: جنت ماؤں کے قدموں تلے ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کی تاکید فرمائی ہے۔ ایک مرتبہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے پوچھا، ''میرے حسنِ سلوک کا سب سے زیادہ مستحق کون ہے''؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا: ''تمہاری ماں'' رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ الفاظ تین مرتبہ دہرائے پھر فرمایا، ''اس کے بعد تمہارا باپ تمہارے حسنِ سلوک کا حق دار ہے''۔

والدین کے حقوق میں سے کچھ یہ ہیں:

-1 والدین کے ساتھ ہمیشہ ادب واحترام کے ساتھ پیش آنا چاہیے۔

-2 ان کے آرام وآسائش اور کھانے پینے کا خیال رکھا جانا چاہیے۔

-3 ان سے ہمیشہ نرم لہجے میں گفتگو کرنی چاہیے۔

-4 اگر والدین مسلمان نہ ہوں تب بھی ان کے ساتھ حسنِ سلوک میں کوئی کمی نہ کی جائے۔

-5 مسلمان والدین کی وفات کے بعد ان کے لیے دعا واستغفار کی جائے۔

6- والدین کی طرف سے کی گئی جائز وصیت کو پورا کیا جائے۔
7- والدین کی وفات کے بعد ان کے رشتہ داروں اور دوست احباب کے ساتھ بھی اچھا سلوک کیا جائے۔

(2) اولاد کے حقوق

اولاد کے حقوق ماں باپ کے فرائض ہیں اور ان کی ادائیگی لازمی ہے۔

اسلام سے قبل بعض لوگ اپنی بیٹیوں کو غربت کے ڈر سے مار دیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو سختی سے منع فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ

ترجمہ: اور اپنی اولاد کو تنگ دستی کے خوف سے قتل نہ کرو (کیونکہ) ان کو اور تمہیں ہم ہی رزق دیتے ہیں۔ (سورۃ بنی اسرائیل: 31)

والدین کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت کے مطابق بچے کی پرورش کریں۔ ان کی بہترین تربیت کریں۔ اُن کی صحیح تعلیم کا بندوبست کریں۔ ان کی جائز ضروریات اور حاجتوں کو اپنے وسائل کے مطابق پورا کریں۔ ساری اولاد کے ساتھ برابر کا سلوک کریں۔ بیٹے، بیٹی یا چھوٹے بڑے کی تمیز نہ رکھیں۔ اُن سے ہمیشہ شفقت اور محبت کا سلوک کریں اور اُن کو برائی سے بچائیں اور نیک سیرت بنائیں تاکہ وہ اللہ تعالیٰ کے احکام پر عمل کر سکیں۔

قرآن پاک میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا

ترجمہ: اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو (جہنم کی) آگ سے بچاؤ۔ (سورۃ التحریم آیت: 6)

یعنی خود بھی نیک عمل کرو اور اپنی اولاد کو بھی نیکی کی تلقین کرتے رہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

ترجمہ: باپ اپنی اولاد کو جو کچھ دے سکتا ہے اس میں سب سے بہتر تحفہ اچھی تعلیم و تربیت ہے۔

والدین کو چاہیے کہ وہ اپنی اولاد کے لیے نیکی و پرہیزگاری کا عملی نمونہ بنیں تاکہ بچے بھی ان کے نقش قدم پر چلیں۔ والدین اپنے بچوں سے محبت و شفقت کا رویہ اپنائیں۔ بے جا روک ٹوک بچوں کی شخصیت پر بُرا اثر ڈالتی ہے۔ بچوں کے ساتھ حسنِ سلوک والدین اور اولاد کے درمیان محبت اور اطاعت کا رشتہ مضبوط کرتا ہے۔ اسلام سے قبل بیٹیوں پر بہت ظلم کیا جاتا تھا انہیں زندہ دفن کر دیا جاتا تھا اور انہیں والدین کے ترکہ میں سے کوئی حصہ نہیں دیا جاتا تھا۔ اسلام نے ان غلط رسم و رواج کا خاتمہ کر دیا ہے۔

(3) اساتذہ کے حقوق

علم حاصل کرنا مقدس فریضہ ہے۔ اساتذہ نئی نسل کو زیورِ تعلیم سے آراستہ کرتے ہیں۔ ان کے اخلاق کو سنوارتے ہیں۔ زندگی کے آداب سکھاتے ہیں۔ انھیں معاشرے کا اچھا شہری بناتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ استاد کا مقام و مرتبہ معاشرے کے دوسرے افراد سے بلند تر ہے۔ اسلام نے انھیں روحانی والدین کا درجہ دیا ہے۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اِنَّمَا بُعِثْتُ مُعَلِّمًا ترجمہ: بے شک مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ترجمہ: جن سے تم علم سیکھتے ہو ان کے ساتھ تواضع سے پیش آؤ

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بھی فرمایا:

ترجمہ: علماء انبیاء کے وارث ہوتے ہیں۔

صحابہ کرام آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا بحیثیت معلم بھی بہت ادب و احترام کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

کا ہر حکم بجالانے کو اپنی خوش قسمتی خیال کرتے اور اپنی آواز نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز سے بلند نہیں کرتے تھے۔

اساتذہ طالب علموں کی ذہنی تربیت کرتے ہیں۔ اس لیے وہ ان کے محسن ہیں۔ اساتذہ کا درجہ والدین سے کسی طرح کم نہیں۔ جس طرح والدین اولاد کی جسمانی تربیت کرتے ہیں اسی طرح اساتذہ ان کی روحانی اور ذہنی تربیت کرتے ہیں۔ اساتذہ کا یہ حق ہے کہ ان کا احترام کیا جائے اور شاگرد ان کے احسان کو زندگی بھر یاد رکھیں۔ ان کی ہدایات پر عمل کیا جائے، ان کی بات غور اور توجہ سے سُنی جائے، معاشرے میں ان کو باوقار مقام دیا جائے۔ اسی طرح اساتذہ کو بھی چاہیے کہ وہ اپنی ذمہ داریاں پوری کریں اور شاگردوں کو اپنی اولاد کی طرح سمجھیں۔ ان کی تعلیم و تربیت پر پوری توجہ دیں۔

(4) پڑوسیوں کے حقوق

انسان کی خوشی کا دارومدار اُس کے قریبی لوگوں کے روّیہ پر ہوتا ہے۔ اگر وہ ایک دوسرے کے آرام اور دُکھ سکھ کا خیال رکھیں گے تو ان کی زندگی پر سکون ہوگی اور اچھا معاشرہ بنے گا۔ ہر مہذب معاشرہ قریبی رشتہ داروں اور ہمسایوں کے حقوق کی ادائیگی پر زور دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں ارشاد فرمایا ہے:

ترجمہ: اور ماں باپ اور قرابت والوں اور یتیموں اور محتاجوں اور رشتہ دار ہمسائیوں اور اجنبی ہمسایوں اور پاس بیٹھنے والوں اور مسافروں اور جو لوگ تمہارے قبضے میں ہوں سب کے ساتھ احسان کرو کہ (خدا احسان کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے)۔ (سورۃ النساء آیت 36)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

ترجمہ: جبرائیل مجھے ہمسائے کے حقوق کے بارے میں برابر وصیت کرتے رہے۔ یہاں تک کہ مجھے خیال ہوا کہ وہ اسے (ترکے) کا وارث بھی بنا دیں گے

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا فرمان ہے:

ترجمہ: وہ شخص مومن نہیں جو سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کا پڑوسی بھوک کی حالت میں رات گزارے۔

اسلام نے تاکید کی ہے کہ ہمسائیوں کی عزت و آبرو کی حفاظت کی جائے اور پڑوسی کی طرف سے ملنے والی تکلیف پر صبر کیا جائے۔ ہمسائیوں کے حقوق کی اس قدر اہمیت کی وجہ یہ ہے کہ پڑوسی قربت کی وجہ سے ہمارے دُکھ درد اور مصیبت میں سب سے پہلے کام آتے ہیں۔ وہ خوشی اور غم کے موقع پر ہمارا ساتھ دینے کے لیے سب سے پہلے پہنچتے ہیں۔ اس لیے ان کے ساتھ ہمیشہ حسنِ سلوک سے پیش آنا ضروری ہے۔

مشق

1- مندرجہ ذیل سوالات کے مفصل جوابات تحریر کریں۔

ا۔ قرآن مجید واحادیث نبوی کی روشنی میں والدین کے حقوق کیا ہیں؟

ب۔ والدین کے حقوق کی ادائیگی کے فضائل کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ج۔ اولاد کے حقوق قرآن مجید واحادیث نبوی کی روشنی میں کیا ہیں؟

د۔ اُستاد کا رتبہ معاشرے کے دیگر افراد سے بلند کیوں ہے؟

ہ۔ ہمسائے کے حقوق کیا ہیں؟ ان حقوق کی کیا اہمیت ہے؟

و۔ حقوق العباد کی اہمیت پر ایک پیرا تحریر کریں۔

2- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد بندے پر سب سے زیادہ احسانات کس کے ہیں؟

ا۔ اساتذہ کے   ب۔ والدین کے   ج۔ ہمسائے کے

ب۔ سب سے زیادہ حسنِ سلوک کی حقدار کون ہے؟

ا۔ ماں   ب۔ خالہ   ج۔ پھوپھی

ج۔ رب کی رضا کس کی رضا میں پوشیدہ ہے؟

ا۔ استاد ب۔ حاکم ج۔ والد

د۔ کوئی باپ اپنی اولاد کو کس عطیہ سے بہتر کوئی چیز نہیں دے سکتا؟

ا۔ تعلیم ب۔ خوراک ج۔ دولت

ہ۔ اسلام میں اُستاد کا درجہ کیا ہے؟

ا۔ ہمدرد ب۔ دوست ج۔ روحانی والد

3۔ خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ انسانوں کے آپس کے تعلقات میں سب سے قریبی تعلق والدین اور ۔۔۔۔۔۔۔ کا ہے۔

ب۔ اللہ تعالیٰ نے والدین کے حقوق کی ادائیگی کے لیے ۔۔۔۔۔۔۔ کا لفظ استعمال کیا ہے۔

ج۔ دنیا میں سب سے زیادہ حسنِ سلوک کے حق دار ۔۔۔۔۔۔۔ ہیں۔

د۔ والدین کی طرف سے کی گئی ۔۔۔۔۔۔۔ کو پورا کیا جائے۔

ہ۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے علما کو انبیاء کا ۔۔۔۔۔۔۔ قرار دیا ہے۔

و۔ وہ شخص مومن نہیں جو خود سیر ہو کر کھانا کھائے اور اس کا ۔۔۔۔۔۔۔ بھوکا سوئے۔

ز۔ پڑوسی کی جانب سے ملنے والی تکلیف پر ۔۔۔۔۔۔۔ کرنا چاہیے۔

4۔ درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ انسانوں میں سب سے پہلے ہمسایوں کے حقوق کو لازمی قرار دیا گیا ہے۔		
ب۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا "کہ تیری ماں سب سے زیادہ حسنِ سلوک کی مستحق ہے۔"		
ج۔ والدین کا فرض ہے کہ اپنی حیثیت سے بڑھ کر بچے کی پرورش کریں۔		
د۔ اساتذہ کا درجہ والدین سے کسی طرح کم نہیں ہوتا۔		
ہ۔ گھر کے قریب رہنے والے شخص کو ہمسایہ کہتے ہیں۔		

عملی کام

- اساتذہ کے حقوق پر مشتمل چارٹ تیار کر کے کمرہ جماعت میں آویزاں کریں۔
- والدین کے حقوق سے متعلق قرآنی آیات اور احادیث نبوی کو چارٹ پر لکھ کر کمرہ جماعت اور گھر میں آویزاں کریں۔
- سورۃ النساء کی روشنی میں پڑوسیوں کے حقوق کی وضاحت اپنے ہم جماعتوں کو سنائیں۔

باب پنجم

ہدایت کے سرچشمے / مشاہیرِ اسلام

اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا

ابتدائی حالات

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا قبیلۂ قریش کی ایک معزز خاتون تھیں۔ اُن کی ذات میں صورت اور سیرت کی تمام خوبیاں موجود تھیں۔ وہ شرافت اور پاکیزگی کے سبب پورے قبیلے میں "طاہرہ" کے لقب سے مشہور تھیں۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا عام الفیل سے تقریباً 15 سال پہلے پیدا ہوئیں۔ اُن کے والد کا نام خویلد بن اسد اور والدہ کا نام فاطمہ بنت زائدہ ہے۔ اُن کے والد مال دار اور کامیاب تاجر تھے۔ وہ اپنے قبیلے میں محترم شخصیت کے مالک تھے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بچپن ہی سے نیک سیرت اور معاملہ فہم تھیں۔ اُنھوں نے اپنے والد کی وسیع تجارت کو سنبھالا اور عمدہ طریقے سے آگے بڑھایا۔ اُن کی ذہانت اور دیانت داری کی بدولت اُن کی تجارت نے خوب ترقی کی۔ اُن کا سامانِ تجارت پورے قریش کے مال کے برابر ہوتا تھا۔ اُس زمانے میں تجارت قریش کا معزز پیشہ تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اپنا مال دوسرے لوگوں کے ہاتھ تجارت کے لیے بھیجا کرتی تھیں اور لوگوں کو اُن کی کارکردگی کے مطابق معاوضہ دیا کرتی تھیں۔

اُس زمانے میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور دیانت کا چرچا پورے مکہ مکرمہ میں پھیلا ہوا تھا۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے درخواست کی کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کا سامانِ تجارت ملک شام لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اُنھوں نے دوگنا معاوضے کی پیشکش کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے رضامندی ظاہر فرمادی اور اُن کا مال ملک شام لے گئے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی کی خدمت کے لیے اپنا ایک غلام جس کا نام میسرہ تھا، ہمراہ کردیا۔

میسرہ نے سفر کے دوران آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حسنِ اخلاق اور تجارت کے معاملات کو دیکھا۔ وہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی صداقت اور دیانت سے بہت متاثر ہوا اور سامان کی خرید و فروخت کا پورا حال حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو بتایا۔ اس سفر سے اُن کو اتنا منافع حاصل ہوا جو اس سے پہلے کبھی حاصل نہیں ہوا تھا۔

میسرہ نے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی دیانت داری، بلند کرداری اور حسن کارکردگی کے بارے میں حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تفصیلات بتائیں جنھیں سن کر آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بہت متاثر ہوئیں۔

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نکاح

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنی سہیلی نفیسہ کے ذریعے شادی کا پیغام حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھجوایا۔ جسے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا حضرت ابو طالب کے مشورے سے قبول فرما لیا۔ اُس وقت آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 25 برس تھی جبکہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی عمر 40 سال تھی۔ حضرت ابو طالب نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نکاح پڑھایا۔

جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عمر مبارک 40 سال ہوئی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے غارِ حرا میں نزولِ وحی کا آغاز ہوا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کو تمام تفصیلات سے آگاہ فرمایا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ایک غم گسار اور حوصلہ مند بیوی کی طرح آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے اسلام کی تبلیغ شروع کی تو عورتوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا۔ اور فوراً کلمہ پڑھ کر مسلمان ہوگئیں۔ جب تک وہ زندہ رہیں تبلیغ اسلام میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا سہارا بنی رہیں اور ہر مشکل وقت میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پوری مدد کرتی رہیں۔

اہلِ قریش کی سختی اور مخالفت کے باوجود اسلام پھیلتا چلا گیا۔ یہاں تک کہ اُن کے لیے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تبلیغ ناقابل برداشت ہوگئی ۔ اہلِ قریش نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاندان بنو ہاشم سے مکمل طور پر قطع تعلقی اختیار کر لی اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چچا حضرت ابو طالب آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اور اپنے خاندان کو لے کر مکہ مکرمہ کے باہر ایک گھاٹی میں چلے گئے ، جسے "شعبِ ابی طالب" کہا جاتا ہے۔ یہ نبوت کا ساتواں سال تھا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا اس نازک مرحلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ ساتھ رہیں۔ تین برس تک خاندانِ نبوت اس محاصرے میں رہا۔ یہ بڑا صبر آزما دور تھا۔ مکہ مکرمہ کی سب سے مال دار خاتون نے اپنا سارا مال اسلام کی اشاعت کے لیے اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کر دیا۔ اُنھوں نے تمام تکالیف اور مصیبتوں کا سامنا بڑے صبر کے ساتھ کیا الغرض حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ایک مثالی بیوی تھیں۔

وفات

حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال 11 رمضان المبارک 10 نبوی کو ہوا اور اُنہیں مکہ مکرمہ کے قبرستان میں دفن کیا گیا۔ وفات کے وقت اُن کی عمر 65 برس تھی۔ اُن کی وفات سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بہت صدمہ ہوا۔ اس سال حضرت ابو طالب کا بھی انتقال ہوا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سال کو "عام الحزن" یعنی غم کا سال قرار دیا۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے انتقال کے بعد بھی اُن کا ذکر بڑی محبت

اور غم گساری سے کیا کرتے تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے:۔

ترجمہ: مجھے اُس سے بہتر اور مہربان رفیقہ حیات نہیں ملی۔

اللہ تعالیٰ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا سے اولاد بھی عطا کی۔

مشق

1۔ مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں۔

ا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی زندگی کے ابتدائی حالات کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ب۔ اسلام کے لیے حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی خدمات کیا ہیں؟

ج۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی تعریف کس طرح فرمایا کرتے تھے؟

د۔ کیا حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی زندگی مسلمان خواتین کے لیے بہترین نمونہ ہے؟ اس موضوع پر تفصیلاً لکھیں۔

2۔ صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کب پیدا ہوئیں؟

ا۔ عام الفیل کے سال　　ب۔ عام الفیل سے 15 سال پہلے　　ج۔ عام الفیل سے 15 سال بعد

ب۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا لقب کیا تھا؟

ا۔ طاہرہ　　ب۔ صدیقہ　　ج۔ طیبہ

ج۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کا انتقال کب ہوا؟

ا۔ 6 نبوی　　ب۔ 8 نبوی　　ج۔ 10 نبوی

د۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنھا کی وفات کے وقت اُن کی عمر کتنے برس تھی؟

ا۔ 60 برس　　ب۔ 65 برس　　ج۔ 70 برس

3- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے والد کا نام ۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

ب۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی والدہ کا نام ۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

ج۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا سامانِ تجارت ۔۔۔ لے جانے کی درخواست کی۔

د۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے اپنا غلام ۔۔۔۔۔۔۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ روانہ کیا۔

ہ۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے چچا ۔۔۔۔۔۔۔ کے مشورے سے نکاح کا پیغام قبول فرمایا۔

و۔ عورتوں میں سب سے پہلے ۔۔۔۔۔۔ نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آواز پر لبیک کہا۔

ز۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا انتقال ۔۔۔۔۔۔۔ کو ہوا۔

عملی کام

- ''اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی دینِ اسلام کے لیے خدمات'' کے عنوان کے تحت طلبہ مکالمہ کریں۔
- جماعت کے طلبہ کے درمیان اُم المومنین حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر ایک مختصر مضمون لکھنے کا مقابلہ کروائیں۔
- اسلام کی خاتونِ اوّل خواتین کے لیے رول ماڈل تھیں۔ اس عنوان پر چارٹ بنا کر اپنے گھروں میں آویزاں کریں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابتدائی حالات

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کا نام ابو طالب اور والدہ کا نام فاطمہ بنت اسد تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نام علی، کنیت ابوالحسن اور ابوتراب ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب حیدر کرار، اسد اللہ اور مرتضیٰ ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب حیدر آپؓ کی والدہ ماجدہ نے دیا تھا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بعثتِ نبوی سے تقریباً دس برس پہلے پیدا ہوئے۔

حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی پرورش کا ذمہ لیا۔ یعنی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آغوشِ نبوت میں تربیت پائی۔

جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر دس برس تھی۔ یہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تربیت کا نتیجہ تھا کہ پہلے اسلام لانے والوں میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی شامل تھے۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے تمام عمر زندگی کے ہر مرحلے میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ساتھ دیا۔

آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے قبولِ اسلام کے بعد تیرہ برس مکہ مکرمہ میں بسر کیے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم عبادت کرتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی اس میں شریک ہوتے تھے۔ حج کے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ مختلف قبائل کو دعوتِ اسلام دیتے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہمراہ ہوتے۔

مدینہ منورہ ہجرت کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کر دیا یوں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے داماد ہونے کا بھی شرف حاصل ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے وصال کے بعد ان کے غسل اور تجہیز و تکفین کی خدمت بھی آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے انجام دی۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نہایت بہادر اور دلیر تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت عبادت گذار، سادہ مزاج اور علم و فضل میں کامل تھے۔ مظلوموں کی دادرسی کرتے تھے اور زہد و تقویٰ کا بہترین نمونہ تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کے کارنامے

کفارِ مکہ نے نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو قتل کرنے کی سازش تیار کی۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہجرت کا ارادہ فرمایا۔ ہجرت کے موقع پر جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو اپنے بستر پر لیٹنے کا حکم دیا حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بے مثال بہادری اور جرأت کا مظاہرہ کیا اور بغیر کسی ڈر یا خوف کے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بستر پر لیٹ گئے ہجرت کے وقت حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس کفارِ مکہ کی کچھ امانتیں تھیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم دیا کہ لوگوں کی امانتیں واپس لوٹا کر مدینہ منورہ چلے آئیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لوگوں کی امانتیں اُن کو واپس کیں اور مدینہ منورہ کی طرف روانہ ہو گئے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بہت بہادر اور شجاع تھے۔ میدانِ جنگ میں جاتے تو بے باکانہ جاتے۔ اور مدمقابل کو پچھاڑ دیتے تھے۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے غزوۂ تبوک کے سوا تمام غزوات میں شرکت کی۔ غزوۂ بدر میں بہت سے کفار آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تلوار سے واصلِ جہنم ہوئے۔ غزوۂ احد میں جب مسلمانوں کو وقتی پسپائی ہوئی اور کفار حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو زخمی کرنے میں کامیاب ہو گئے تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے دوسرے صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے ساتھ مل کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حفاظت کی۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عَلَم حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا اور فتح کی خوش خبری سنادی۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور یہودی سردار مرحب کو پہلے ہی وار میں قتل کر دیا۔ اس کے بعد یہودیوں کے حوصلے پست ہو گئے اور قلعہ آسانی سے فتح ہو گیا۔ اس واقعے کی وجہ سے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ''فاتح خیبر'' کہا جاتا ہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں بے شمار خوبیاں تھیں۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ علم، تقویٰ، شجاعت، حکمت و دانائی اور فصاحت و بلاغت جیسی عظیم صفات کے حامل تھے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اقوال و فرمودات ضرب المثل ہیں۔

حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہدِ خلافت میں آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسلام کی خدمت میں ہمیشہ کوشاں رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ مجلسِ شوریٰ کے رکن بھی تھے۔

حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کے بعد مہاجرین اور انصار کے پُرزور اصرار پر حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خلافت کو قبول کیا۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے دورِ حکومت میں حالات کو بہتر بنانے میں کوشاں رہے اور قرآن و سنت کے مطابق اپنے فرائض انجام دیتے رہے۔ آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ چار سال نو ماہ تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے۔

شہادت

سن 40 ہجری میں ماہِ رمضان کی ایک صبح حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ پر نمازِ فجر کے دوران ایک خارجی ابنِ ملجم نے تلوار سے وار کیا آپؓ کو گہرے زخم آئے۔ 21 رمضان المبارک کو آپؓ نے شہادت پائی۔

مشق

1- مختصر جواب لکھیے۔

ا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ب۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شجاعت و بہادری کا کوئی ایک واقعہ بیان کریں۔

ج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو فاتح خیبر کیوں کہا جاتا ہے؟

د۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شخصیت ہمارے لیے قابلِ تقلید نمونہ ہے، نوٹ لکھیں۔

2- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے کیا رشتہ تھا؟

ا۔ چچا زاد بھائی ب۔ ماموں زاد بھائی ج۔ پھوپھی زاد بھائی

ب۔ اسلام قبول کرتے وقت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر کتنی تھی؟

ا۔ پندرہ سال ب۔ بارہ سال ج۔ دس سال

ج۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح کس سے ہوا؟

ا۔ حضرت رقیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ب۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ج۔ حضرت کلثوم رضی اللہ تعالیٰ عنہا

د۔ خیبر کی لڑائی میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مقابلہ کس سے ہوا؟

ا۔ مرحب ب۔ ولید بن عتبہ ج۔ ابوجہل

ہ۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی شہادت کب ہوئی؟

ا۔ 21 رمضان المبارک ب۔ 21 محرم الحرام ج۔ 21 ذوالحج

3- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چچا۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔کے بیٹے تھے۔

ب۔ جب حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے خاندان کو اسلام کی دعوت دی تو حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی عمر۔۔۔۔۔۔۔۔۔۔ برس تھی۔

ج۔ حضرت علی سادہ مزاج ہونے کے ساتھ ساتھ۔۔۔۔۔۔۔میں کامل تھے۔

د۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا لقب حیدر کرار، اسد اللہ اور ۔۔۔۔۔۔۔۔ تھا۔

ہ۔ غزوۂ خیبر کے موقع پر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ۔۔۔۔حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سپرد کیا۔

و۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مشہور یہودی سردار ۔۔۔۔۔۔۔ کو پہلے ہی وار میں قتل کر دیا۔

ز۔ فتح خیبر کی وجہ سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ۔۔۔۔۔۔۔ کا لقب دیا گیا۔

ح۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ذات میں بے شمار۔۔۔۔۔۔۔تھیں۔

ط۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ ۔۔۔۔۔۔۔ تک مسلمانوں کے خلیفہ رہے۔

عملی کام

- طلبہ تاریخ اسلام سے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمات اور ان کے حالات پڑھیں اور ساتھیوں کو بتائیں۔

حضرت داتا گنج بخش علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ

تعارف

صوفیائے کرام نے اسلام کا نور دنیا کے دور دراز علاقوں میں پھیلایا۔ برصغیر پاک و ہند میں جن بزرگانِ دین نے یہ فریضہ سرانجام دیا ان میں سید علی ہجویری المعروف داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا نام بہت اہم ہے۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ مشہور صوفی بزرگ اور ولی اللہ تھے۔ آپ کا اصل نام علی اور ان کے والد کا نام عثمان تھا۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ افغانستان کے شہر غزنی کے قریب ہجویر میں 1009ء میں پیدا ہوئے، اسی لیے آپؒ کے نام کے ساتھ ہجویری لکھا جاتا ہے۔ آپ کا سلسلہ نسب آٹھویں پشت میں حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ملتا ہے۔ آپ کے خاندان نے بعد ازاں ہجویر چھوڑ کر غزنی کے محلہ جلاّب میں رہائش اختیار کر لی۔ اس لیے آپؒ رحمۃ اللہ علیہ کے نام کے ساتھ جلاّبی بھی لکھا جاتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان علم و تقویٰ میں مشہور تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ابتدائی تعلیم غزنی سے حاصل کی اور مزید تعلیم کے حصول کے لیے خراسان، کرمان، عراق، شام، لبنان، آذربائیجان اور دیگر علاقوں کا سفر کیا اور کثیر علماء سے علم حاصل کیا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے دین کی دعوت و تبلیغ کے سلسلے میں بے شمار مصیبتیں اُٹھائیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے علم کے ساتھ عمل کرنے پر بہت زور دیا۔ آپؒ کی تعلیمات اور کردار آج بھی ہمارے لیے شمع ہدایت ہے۔

لاہور آمد

آپ رحمۃ اللہ علیہ اپنے استاد و مرشد کے مطابق 1039ء میں غزنی سے لاہور تشریف لائے تاکہ لوگ آپ کی ذات بابرکات سے فیض یاب ہوں اور آپؒ کے ذریعے دین کا بول بالا ہو۔

تشریف لائے ۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہاں ایک مسجد تعمیر کی اور ایک درسگاہ کا بھی آغاز کیا۔ اس وقت لاہور پر غزنوی خاندان کی حکومت تھی ۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کے اخلاق، کردار اور کرامات سے متاثر ہو کر ہزاروں لوگ اسلام میں داخل ہوئے۔

گنج بخش کا لقب

گنج بخش کے معانی ہیں خزانہ بخشنے والا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کو یہ لقب مشہور صوفی بزرگ اور ولی اللہ حضرت خواجہ معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا تھا۔ وہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر تشریف لائے تھے اور کچھ عرصہ یہاں چلہ کش رہے تھے۔ چونکہ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تبلیغی کوششوں سے ہزاروں لوگوں کو ہدایت ملی تھی۔ اس لیے آپؒ اس لقب کے صحیح حقدار تھے۔ یہی وجہ ہے کہ آپؒ اپنے اصل نام کی بجائے حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے لقب سے زیادہ مشہور ہیں۔

تعلیمات

آپ رحمۃ اللہ علیہ قرآن وحدیث اور فقہ کے عالم تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی مادری زبان فارسی تھی تاہم آپ رحمۃ اللہ علیہ کو عربی زبان پر بھی عبور حاصل تھا۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کے زمانے میں مسلمانوں کے باہمی اختلافات کی وجہ سے معاشرے میں دین کی جڑیں کمزور ہو رہی تھیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے انسانیت کی بہتری اور دین سے آگاہی کے لیے بہت سی کتابیں تحریر کیں جن کا موضوع تصوف تھا اور اُن میں سب سے مشہور کتاب کشف المحجوب ہے

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے لوگوں کو حصول علم کی ہمیشہ ترغیب دی اور غافل علماء اور جاہل صوفیاء کی صحبت سے بچنے کی تاکید کی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ فقیر کو صبر اور غنی کو شکر کا رویہ اپنانا چاہیے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کے مطابق حقیقی صوفی وہ ہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے احکامات کی پیروی کرنے والا ہو۔ اخلاق حسنہ پر عمل پیرا ہو۔ بدی، کینہ، حسد، جھوٹ، مکروفریب اور لالچ سے پرہیز کرنے والا ہو۔

کشف المحجوب

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سب سے زیادہ مقبولیت کشف المحجوب کو حاصل ہوئی جو کہ فارسی زبان میں ہے مگر اس کے تراجم دنیا کی کئی زبانوں میں ہو چکے ہیں۔ اس کتاب میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے تصوف سے متعلق لوگوں میں پھیلی ہوئی غلط فہمیوں کو دور کیا اور تصوف کی حقیقت بیان فرمائی ہے۔ کشف المحجوب ایسا شاہکار ہے، جس کی بدولت برصغیر پاک و ہند میں صحیح اسلامی تصوف نے فروغ پایا۔ اس خوبی کی بنا پر آج بھی کشف المحجوب کی اتنی ہی قدر و منزلت ہے جتنی آج سے نو سو سال پہلے تھی۔ کتاب کا انداز بیان سادہ اور واضح ہے۔

وفات

آپ رحمۃ اللہ علیہ کی وفات مشہور روایت کے مطابق 1072ء ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کا مزار لاہور میں ہے، جو کہ داتا دربار کے نام سے مشہور ہے۔ اسی نسبت سے لاہور کو داتا کی نگری بھی کہا جاتا ہے۔

ہر سال آپ رحمۃ اللہ علیہ کا عرس عقیدت و احترام سے منایا جاتا ہے۔ لوگ دور دراز سے آکر آپ رحمۃ اللہ علیہ کے مزار پر حاضر ہوتے ہیں اور فاتحہ خوانی کرتے ہیں۔

مشق

-1 مندرجہ ذیل سوالات کے جواب تحریر کریں۔

ا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کے ابتدائی حالات زندگی کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ب۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کیا ہیں؟

ج۔ کشف المحجوب کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

د۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

2- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی پیدائش غزنی کے قریب کس علاقے میں ہوئی؟

ا۔ جلاب ب۔ ہجویر ج۔ خراسان

ب۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مادری زبان کون سی تھی؟

ا۔ فارسی ب۔ عربی ج۔ اُردو

ج۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ نے کس شہر کو دعوت وتبلیغ کا مرکز بنایا؟

ا۔ لاہور ب۔ ملتان ج۔ دہلی

د۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ برصغیر میں کس لقب سے مشہور ہیں؟

ا۔ شکرگنج ب۔ داتا گنج بخش ج۔ غریب نواز

ہ۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا مزار کس شہر میں ہے؟

ا۔ غزنی ب۔ لاہور ج۔ ہجویر

3- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ افغانستان کے شہر غزنی کے قریب۔۔۔۔۔۔میں پیدا ہوئے۔

ب۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کا سلسلہ نسب آٹھویں پُشت میں۔۔۔۔۔۔۔سے ملتا ہے۔

ج۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ جب لاہور تشریف لائے تو لاہور پر۔۔۔۔۔۔حکومت تھی۔

د۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کو داتا گنج بخش کا لقب ۔۔۔۔۔۔کی طرف سے دیا گیا۔

ہ۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب کا نام۔۔۔۔۔۔ہے۔

4- کالم الف کے جملوں کو کالم ب سے اس طرح ملائیں کہ مفہوم واضح ہو۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ افغانستان کے شہر	کشف المحجوب فارسی زبان میں ہے۔
ب۔ حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ اپنے مرشد کے حکم پر	موضوع تصوف ہے۔
ج۔ حضرت معین الدین چشتی رحمۃ اللہ علیہ کی جانب سے	آپ کو داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ کا لقب دیا گیا۔
د۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی کتابوں کا	غزنی کے قریب ہجویر میں پیدا ہوئے۔
ہ۔ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور کتاب	غزنی سے لاہور تشریف لائے۔

عملی کام

- طلبہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت پر مختصر تقریر تیار کریں۔
- طلبہ حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ کی مشہور تعلیمات کا چارٹ تیار کریں۔

طارق بن زیاد رحمۃ اللہ علیہ

طارق بن زیادؒ کا شمار اُن عظیم فاتحین میں ہوتا ہے جنہوں نے دنیا کا نقشہ ہی بدل ڈالا اور جن کی شجاعت، ہمت اور بہادری کے کارنامے تاریخ عالم میں سنہری حروف سے لکھنے کے قابل ہیں۔ طارق بن زیاد فاتح سپین ہیں۔ آپؒ افریقہ کے رہنے والے اور بربر نسل سے تعلق رکھتے تھے۔ آپؒ نے ایک مختصر فوج کے ساتھ ایک بہت بڑی فوج کو شکست دی تھی اور دین اسلام کا پرچم بلند کیا تھا۔ طارق بن زیادؒ افریقہ کے گورنر موسیٰ بن نُصیر کے نائب تھے۔ یہ خلیفہ ولید بن عبدالملک کا دورِ حکومت تھا۔

طارق بن زیادؒ نے اپنی خداداد صلاحیتوں کی وجہ سے کم عمری میں ہی تمام جنگی فنون سیکھ لیے تھے۔ اُس زمانے میں شمالی افریقہ میں مسلمانوں کی حکومت تھی۔ اسلامی سلطنت میں امن وامان اور خوش حالی کا دور دورہ تھا۔ اس کے برعکس یورپ کے ملک سپین میں راڈرک کی حکومت تھی، جس نے ظلم وستم کی انتہا کر رکھی تھی۔ بادشاہ اور اُس کے درباری، امیر وزیر امیرانہ ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی بسر کر رہے تھے جبکہ غریب عوام غربت کی چکی میں پس رہے تھے۔ راڈرک بادشاہ کے ظلم وستم سے تنگ آکر اُس کا گورنر جولین مسلمانوں کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہوگیا۔

موسیٰ بن نُصیر نے خلیفہ ولید بن عبدالملک سے سپین فتح کرنے کی اجازت طلب کی۔ اجازت ملنے پر انہوں نے طارق بن زیادؒ کو سات ہزار جان نثاروں کا لشکر دے کر سپین کی مہم پر روانہ کیا۔ طارق بن زیادؒ فرض شناس اور بلند ہمت انسان تھے۔ طارق بن زیادؒ نے افریقہ کے جنوبی ساحل کی طرف پیش قدمی کی اور وہ اندلس (سپین) میں ایک پہاڑی کے قریب اُترے جو بعد میں جبلِ طارق کے نام سے مشہور ہوئی۔ راڈرک ایک لاکھ فوج لے کر مسلمانوں سے مقابلے کے لیے بڑھا۔ طارق بن زیادؒ نے والیٔ افریقہ موسیٰ بن نصیر سے مزید مدد کی درخواست کی جس پر موسیٰ بن نُصیر نے پانچ ہزار فوج روانہ کردی یوں مسلمان فوج کی کل تعداد بارہ ہزار

ہوگئی۔ مسلمانوں کی فوج صرف تلواروں اور نیزوں سے لیس تھی جبکہ اس کے مقابلے پر ایک لاکھ کا لشکر تھا جس کے پاس گھوڑے اور بہترین اسلحہ موجود تھا۔ اسلامی لشکر جب ساحل پر اتر گیا تو طارق بن زیاد نے ایک انتہائی جرأت مندانہ قدم اُٹھایا۔ اُس نے وہ تمام جہاز اور کشتیاں جلانے کا حکم دیا جن کے ذریعے وہ یہاں پہنچے تھے۔ طارق بن زیادؒ کے ساتھی دشمن کی تعداد اور اُن کے ساز و سامان کی کثرت دیکھ کر متاثر ہوئے۔ طارق بن زیادؒ نے اس موقع پر ایک ولولہ انگیز تقریر کی جس میں کہا:

''مسلمانو! خوب سمجھ لو کہ اب تمہارے لیے واپسی کا کوئی راستہ نہیں۔ دشمن تمہارے آگے ہے اور سمندر تمہارے پیچھے۔ اب عزم و ہمت کے سوا کوئی چارہ نہیں۔ تم اپنی جانوں پر کھیل جاؤ تاکہ کامیابی تمہارے قدم چوم لے۔ تم اس علاقے میں اللہ تعالیٰ کے دین کو سربلند کرنے کے لیے آئے ہو۔ تم جو عزم کرو گے اللہ تعالیٰ اس میں تمہاری مدد کرے گا اور تمہارا نام ہمیشہ زندہ رہے گا۔ اگر میں مارا جاؤں تو آپس میں جھگڑا مت کرنا اگر تم دشمن کو پیٹھ دکھاؤ گے تو قتل کر دیے جاؤ گے یا گرفتار ہو کر برباد ہو جاؤ گے۔ اللہ تعالیٰ کی راہ میں آگے بڑھو جب میں حملہ کروں تو تم بھی دشمن پر ٹوٹ پڑو اور اُس وقت تک دم نہ لینا جب تک یہ جزیرہ فتح نہ ہو جائے''۔

طارق بن زیادؒ کے خطبے نے مسلمانوں کے دلوں کو گرما دیا اور اُن میں جوش اور ولولے کی ایک نئی روح پھونک دی۔ 91 ہجری میں دونوں لشکروں کا مقابلہ ہوا اور بالآخر طارق بن زیادؒ ایمانی طاقت کے بل بوتے پر اپنے قلیل لشکر کے ساتھ کثیر لشکر پر غالب آ گئے اور جنوبی سپین پر طارق بن زیادؒ کا قبضہ ہو گیا۔ مسلمانوں نے پیش قدمی جاری رکھی اور سپین کے کئی اہم شہروں قرطبہ، مالقہ، البیرہ اور تدمیر کو فتح کر لیا۔ سپین (اندلس) کی تاریخی فتح کے بعد مسلمان آٹھ سو سال تک اندلس پر حکمرانی کرتے رہے۔

سپین کی فتح نے یورپ کی معاشرتی زندگی پر زبردست اثر ڈالا۔ عیسائیوں نے مسلمانوں سے رواداری اور فراخ دلی سیکھی۔ مسلمانوں کے حسنِ انتظام سے علاقے کے لوگوں کی حالت بہتر ہوگئی۔ وہ مسلمانوں کے زیرِ سایہ پُر امن اور خوش حال زندگی بسر کرنے لگے۔

طارق بن زیادؒ 95 ہجری میں موسیٰ بن نصیر کے ساتھ دمشق آ گئے اور وہاں قیام کے دوران اس جہانِ فانی سے رخصت ہو گئے۔

مشق

1- مختصر جواب تحریر کریں۔

ا۔ طارق بن زیادؒ کے بارے میں آپ کیا جانتے ہیں؟

ب۔ طارق بن زیادؒ کی سپین کی طرف پیش قدمی کی تفصیلات تحریر کریں۔

ج۔ طارق بن زیادؒ نے اپنے ساتھیوں سے کیا خطاب کیا؟

د۔ طارق بن زیادؒ بطور سپہ سالار کیسے تھے؟ انہوں نے ساحل پر کشتیاں کیوں جلا دیں؟

ہ۔ طارق بن زیادؒ کی زندگی سے ہمیں کیا سبق ملتا ہے؟

2- صحیح جواب پر ✓ کا نشان لگائیں۔

ا۔ طارق بن زیادؒ کا تعلق کس نسل سے تھا؟

ا۔ عرب ب۔ ترک ج۔ بربر

ب۔ سپین کی فتح کے وقت افریقہ کا گورنر کون تھا؟

ا۔ طارق بن زیادؒ ب۔ موسیٰ بن نصیر ج۔ ولید بن عبدالملک

ج۔ طارق بن زیادؒ کا فوجی لشکر کتنے افراد پر مشتمل تھا؟

ا۔ 7 ہزار ب۔ 10 ہزار ج۔ 12 ہزار

د۔ سپین کے بادشاہ کا کیا نام تھا؟

ا۔ جولین ب۔ تھوڈومر ج۔ راڈرک

ہ۔ سپین کس سن ہجری میں فتح ہوا؟

ا۔ 91 ہجری ب۔ 92 ہجری ج۔ 93 ہجری

3- خالی جگہ پُر کریں۔

ا۔ طارق بن زیادؒ ۔۔۔۔۔۔۔ نسل سے تعلق رکھتے تھے۔

ب۔ طارق بن زیادؒ افریقہ کے گورنر ۔۔۔۔۔۔۔ کے نائب تھے۔

ج۔ راڈرک بادشاہ کے ظلم و ستم سے تنگ آ کر اس کا گورنر۔۔۔۔۔۔ مسلمانوں کے ساتھ تعاون پر آمادہ ہو گیا۔

د۔ مسلمانوں کی فوج کے مقابلے میں۔۔۔۔۔۔ کا لشکر تھا۔

ہ۔ طارق بن زیادؒ۔۔۔۔۔۔ کے ساتھ دمشق آ گئے۔

4- درست جملوں کے سامنے ✓ اور غلط کے سامنے × کا نشان لگائیے:

	درست	غلط
ا۔ طارق بن زیادؒ یورپ کے رہنے والے تھے۔		
ب۔ طارق بن زیادؒ کو فاتح مصر کہا جاتا ہے۔		
ج۔ موسیٰ بن نصیر نے سپین فتح کرنے کے لیے خلیفہ ولید بن عبد الملک سے اجازت طلب کی۔		
د۔ طارق بن زیادؒ سے مقابلے کے لیے راڈرک دس لاکھ فوج لے کر آگے بڑھا۔		
ہ۔ سپین (اندلس) کی تاریخی فتح کے بعد مسلمان آٹھ سو سال تک اندلس پر حکمرانی کرتے رہے۔		

5- کالم الف کے جملوں کو کالم ب سے اس طرح ملائیں کہ مفہوم واضح ہو۔

کالم الف	کالم ب
ا۔ طارق بن زیادؒ کا تعلق	دشمن کا لشکر ایک لاکھ فوج پر مشتمل تھا۔
ب۔ راڈرک بادشاہ کے ظلم سے تنگ آ کر اس کا گورنر	جبل الطارق کے نام سے مشہور ہوئی۔
ج۔ طارق بن زیادؒ کا لشکر اندلس میں ایک پہاڑی کے قریب اُترا جو بعد میں	اپنی کشتیاں اور جہاز جلانے کا حکم دیا۔
د۔ مسلمانوں کی فوج کے مقابلے میں	مسلمانوں سے تعاون پر آمادہ ہوا۔
ہ۔ طارق بن زیادؒ نے	بربر نسل سے تھا۔

عملی کام

- استاد طلبہ کے لیے گلوب پر سپین (اندلس) اور مراکش کے علاقوں کی نشاندہی کریں۔
- طارق بن زیادؒ کا خطبہ پڑھ کر اس کا خلاصہ اپنے ساتھیوں کو سنائیں۔

مقابلے میں اوّل قرار پانے والی اسلامیات کی یہ کتاب حکومتِ پنجاب کی طرف سے تعلیمی سال 2018-2019 کے لیے پنجاب کے سرکاری سکولوں میں تقسیم کی گئی جیکٹ میں شامل ہے۔

استدعا برائے اساتذہ کرام

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے میسرز اُردو بک سٹال نے ہر ممکن کوشش کی ہے کہ کتاب ہذا میں کسی قسم کی کوئی غلطی نہ رہ جائے۔ پھر بھی اگر قرآنی آیات میں دورانِ طباعت کوئی زیر۔ زبر۔ نقطہ۔ شد یا مد ٹوٹ جائے تو اسے غلطی نہیں کہتے، کیونکہ لاکھوں کی تعداد میں چھپنے والی کتاب میں پوری پوری کوشش کے باوجود ایسی خفیف و نادانستہ لغزش ہو جانا، بعید از قیاس نہیں ہوتا۔ کوئی مسلمان جان بوجھ کر دیدہ دانستہ قرآنی آیات کی طباعت میں ذرا سی غفلت بھی نہیں کر سکتا۔ پھر بھی آپ سے استدعا ہے کہ اگر کسی قسم کی طباعتی غلطی کا شبہ ہو تو ادارہ ہذا کو برائے تصحیح فوری طور پر مطلع فرمائیں اور ممنون ومشکور ہونے کا موقع دیں۔

احقر العباد: سجاد ظہیر

اُردو بک سٹال، 5- اُردو بازار لاہور

مقابلے میں اوّل قرار پانے والی ہماری یہ کتابیں بھی حکومتِ پنجاب کی طرف سے تعلیمی سال
2018-19 کے لیے سرکاری سکولوں میں تقسیم کی گئی جیکٹوں میں شامل ہیں۔

UBS
Urdu Book Stall

اُردو بُک سٹال
اُردو بازار، لاہور